جون ۲۰۰۰ء

ماہنامہ

میثاق

لاہور

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اپنی ذہانت ٹیسٹ کریں

۱ آپ پاکستان کی کتنی زبانیں سمجھ لیتے ہیں؟
۲ آپ کو دنیا کی کتنی زبانوں کی شُد بد حاصل ہے؟
۳ آپ کے روزی رساں، مشکل کشا اور پالن ہار کی پسندیدہ زبان کون سی ہے؟
۴ اس کے حبیب اور ہمارے محسن رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ زبان کون سی ہے؟
۵ فرشتوں کی زبان کونسی ہے؟
۶ قبر میں سوال کس زبان میں ہوں گے؟
۷ جنّت میں جنتی لوگوں کی زبان کون سی ہو گی؟
۸ فرصت کے اوقات میں گھر بیٹھے اس زبان کی شد بد حاصل کرنے میں کیا حرج ہے؟
۹ آپ کی ذہانت آپ سے کیا کہتی ہے؟

اس کی بات مانیں اور تفصیلات کے لئے آج ہی خط لکھیں

البلاغ فاؤنڈیشن ۳ھ الف، ایف سی سی، گلبرگ ۱۷، لاہور
فون : 5710183

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُم بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (القرآن)

ترجمہ: اور اپنے اوپر اللہ کے فضل کو اور اس کے اس میثاق کو یاد کرو جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

ماہنامہ میثاق لاہور

مدیر مسئول
ڈاکٹر اسرار احمد

جلد :	۴۹
شمارہ :	۶
ربیع الاول	۱۴۲۱ھ
جون	۲۰۰۰ء
فی شمارہ	۱۰/-
سالانہ زر تعاون	۱۰۰/-

ادارۂ تحریر

شیخ جمیل الرحمٰن
حافظ عاکف سعید
حافظ خالد محمود خضر

سالانہ زر تعاون برائے بیرونی ممالک

- امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ — 22 ڈالر (800 روپے)
- سعودی عرب، کویت، بحرین، قطر، عرب امارات، بھارت، بنگلہ دیش، افریقہ، ایشیا، یورپ، جاپان — 17 ڈالر (600 روپے)
- ایران، ترکی، اومان، مسقط، عراق، الجزائر، مصر — 10 ڈالر (400 روپے)

ترسیل زر: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور رجسٹرڈ

مقام اشاعت : 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700 فون : 03-02-5869501
فیکس : 5834000 ای میل : anjuman@brain.net.pk.

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی : 67۔گڑھی شاہو، علامہ اقبال روڈ، لاہور
فون : 6316638-6366638 فیکس : 6305110

پبلشر: ناظم مکتبہ مرکزی انجمن، طابع : رشید احمد چودھری مطبع : مکتبہ جدید پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مشمولات

☆ عرضِ احوال ____________ ۳

حافظ عاکف سعید

☆ توحیدِ عملی ____________ ۹

اخلاص فی العبادۃ اور اقامت دین کی اہمیت و فرضیت

ڈاکٹر اسرار احمد

☆ منہاج المُسلم (۷) ____________ ۳۷

محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان

علامہ ابوبکر الجزائری

☆ کتاب نامہ ____________ ۴۷

قیامِ اسرائیل اور نیو ورلڈ آرڈر

ڈاکٹر سفر الحوالی

☆ بحث و نظر ____________ ۵۷

جہاد اور مسلمان عورتیں

مولوی انیس احمد مرحوم

☆ ظروف و احوال ____________ ۷۱

ملکی' ملی اور بین الاقوامی حالات پر امیر تنظیم اسلامی کا تبصرہ
خطاباتِ جمعہ کے پریس ریلز کی روشنی میں

☆ گوشہ خواتین ____________ ۷۷

اسلامی روایات سے روگردانی کے اثرات

فرخ رشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض احوال

امت مسلمہ ہوش میں آ !

تری بربادیوں کے مشورے ہیں "یو این او" میں

انسان کو انسانیت سے محروم کرنے کی خوفناک شیطانی سازش :

دجالی فتنے کا نقطۂ عروج!

"بیجنگ پلس فائیو کانفرنس"

جس کے ذریعے ایک نئی عالمی شریعت نافذ کی جائے گی!

ای میگزین "البلاغ" کے ایڈیٹر جناب خالد بیگ ایک بین الاقوامی شہرت کے حامل مسلمان صحافی ہیں۔ امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا میں مقیم ہیں اور لندن سے شائع ہونے والے مشہور ہفت روزہ جریدے "IMPACT" جسے مسلمانان عالم کے ترجمان کی سی حیثیت حاصل ہے' کے مستقل قلمی معاونین میں سے ہیں۔ گزشتہ ماہ خالد بیگ صاحب نے Impact کے لئے ایک چونکا دینے والا مضمون "بیجنگ پلس فائیو کانفرنس" کے عنوان سے تحریر کیا اور اشاعت سے قبل اپنی تحریر انہوں نے بذریعہ ای میل امیر تنظیم اسلامی کو ارسال کر دی کہ امت مسلمہ کیلئے تباہی و بربادی کا پیام لانے والے اس طوفان کو روکنے کیلئے رائے عامہ کو بیدار کیا جائے۔ امیر تنظیم اسلامی نے مسلسل دو خطبات جمعہ میں اس موضوع پر تفصیلاً اظہار خیال فرمایا اور اس مہیب خطرے سے امت کو آگاہ کیا۔ "ندائے خلافت" میں بھی گزشتہ ماہ اس کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ مزید بر آں امیر تنظیم کے توجہ دلانے پر "نوائے وقت" نے اپنے خصوصی ایڈیشن میں اس مضمون کو شائع کیا۔ بعد ازاں تنظیم اسلامی کے تحت اس مضمون کو ایک دو ورقہ کی شکل میں ہزاروں کی تعداد

میں پھیلایا گیا۔ ذیل میں خالد بیگ صاحب کے اس مضمون کا ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ جس سے قارئین بخوبی اندازہ کرسکیں گے کہ انسان کو انسانیت سے محروم کرنے کی کیسی خوفناک سازش کا جال بچھایا جاچکا ہے۔ (ادارہ)

---

۵ جون سے قبل اگر کہیں مسلمانوں کی آنکھ نہ کھل گئی تو جون کے شروع ہوتے ہی اقوامِ متحدہ میں بغیر کسی رکاوٹ کے اخلاق و کردار اور اسلامی معاشرت کو دنیا سے مٹانے کی تیاری مکمل ہے۔ یہ تقریب' جسے بیجنگ پلس فائیو کا لقب دیا گیا ہے' اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کا خصوصی اجلاس ہے' عنوان ہے : Women 2000 عورتوں کے دو ہزار سال : مساواتِ مرد و زن' ترقی اور امن برائے اکیسویں صدی۔ یہ خصوصی اجلاس ۵ تا ۹ جون نیویارک میں منعقد ہوگا۔

اجلاس میں رسمی تقاریر کے لئے ہر ایک کو ۵'۱۰ منٹ کا وقت دیا جائے گا' جبکہ اصل کارروائی پہلے سے مکمل ہے' اسمبلی سے صرف اس نئے بنیادی خاکہ کے اعلان پر دستخط کروانے باقی ہیں جس میں چال چلن' ضابطۂ اخلاق اور ازدواجی معاملات سے متعلق اقوامِ متحدہ کی ہدایات درج ہیں۔ اس طرح جو نیا قانون عمل میں آئے گا اسے تمام قوانین اور مذہبی تعلیمات پر فوقیت حاصل ہوگی اور اس کے نفاذ کے لئے وہی طریق کار اختیار کیا جائے گا جو عراق' لیبیا' سوڈان اور افغانستان کے خلاف عائد پابندیوں کے ضمن میں اختیار کیا گیا ہے۔ تھیلے کے اندر کیا ہے' اس کی ایک جھلک خصوصی اجلاس کے لئے ابتدائی کمیٹی کی ۲۰/اپریل ۲۰۰۰ء کو پیش کردہ دستاویز کے حوالہ جات سے پیش خدمت ہے۔

اقوامِ متحدہ کی جانب سے گزشتہ کئی دہائیوں سے یہ یقین دہانی کرائی جارہی ہے کہ ہم جن چیزوں کو قابل نفرت سمجھتے ہیں اور انہیں گناہ اور جرم سے تعبیر کرتے ہیں وہ درحقیقت انسان کا بنیادی حق ہے۔ ایسی بے شمار دستاویزات موجود ہیں جن میں جنسی رجحان (Sex Orientation) کی بناء پر امتیاز برتنے کی مذمت کی گئی ہے۔ مثلاً پیرا نمبر 102h کے ذیل میں درج حکم نامہ ملاحظہ ہو :

> "ایسے قوانین' اعمال اور قواعد و ضوابط کو فروغ دیں اور ان کی تعمیل کرائیں جن سے جنس' نسل یا زبان' مذہب یا عقیدہ' معذوری' عمر یا جنسی رجحان کی بناء پر

پائی جانے والی تفریق کی نفی ہو اور اس کا خاتمہ ہو سکے۔"

اس حکم نامے کو آخری شکل میں یوں جاری کیا جا رہا ہے :

102J : جنسی رجحان کی بناء پر پائی جانے والی تفریق کو ختم کرنے کے لئے کارروائی کریں۔ ایسے قوانین پر نظر ثانی کریں یا انہیں منسوخ کریں جو ہم جنسی کو جرم قرار دیتے ہیں' اس لئے کہ ایسے قوانین سے جو فضا پیدا ہوتی ہے اس میں ان عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور تشدد کو ہوا ملتی ہے جو نسوانی ہم جنسیت میں ملوث ہیں یا ملوث ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا ان کے خلاف اس طرح کے تشدد اور اذیت کا تدارک ضروری ہے۔ یہاں بغیر کسی وضاحت کے یہ بھی درج ہے کہ مختلف سماجی' سیاسی اور معاشرتی حلقوں میں لوگوں نے کئی طرح کی گھریلو زندگی اختیار کر رکھی ہے۔ جو لوگ اقوامِ متحدہ کی بولی سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ "کئی طرح کی گھریلو زندگی" سے مراد ہم جنس عورتیں (Lesbians)' ہم جنس مرد (Gays) اور غیر شادی شدہ جوڑے ہیں۔

اس کوشش کا اصل مقصد گھر کی چار دیواری میں نقب لگانا ہے۔ ماہرین نے خاندان کے ادارہ کو مضبوط کرنے کے بہانے اس میں رخنہ پیدا کرنے اور اسے بگاڑنے کے لئے نئی راہیں نکالی ہیں' تاکہ میاں' بیوی کے درمیان رفاقت کے تعلق کو مسابقت میں تبدیل کر کے ان کی نجی زندگی میں دخل اندازی کی جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے نیکی اور بدی کا تصور ہی بدل دیا ہے۔ انہیں عورتوں کا کتنا غم ہے' اندازہ کیجئے! کہتے ہیں :

"عورتوں کو محنت مزدوری اور گھریلو کام کاج کے علاوہ افزائش نسل کا دوہرا کام کرنا پڑتا ہے اس کا اعتراف نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ دنیا میں عورتوں پر کام کے زیادہ بوجھ اور ان کے ساتھ غیر مساویانہ شراکت پر مستزاد مسلسل بڑھتے ہوئے بلامعاوضہ کام کے بوجھ اور بچے پیدا کرنے کی اجرت سے محرومی کا سلسلہ ختم ہونے کو نہیں آرہا۔ عورتوں میں غربت کم کرنے کی جو بھی کوشش کی جاتی ہے وہ غیر مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ عورتوں کو گھر کے کام کاج اور افزائش نسل کے کام کا پورا معاوضہ دیا جائے"۔

آپ کو یاد ہو گا یہ وہی حضرات ہیں جنہوں نے طوائفوں کے لئے "جنسی

کارکن"(Sexual Workers) کی اصطلاح وضع کی ہے اور کہا ہے کہ ان کے حقوق کی مکمل پاسداری کریں۔ اور اب کہتے ہیں :"جب تک مرد روز مرہ کاموں اور ذمہ داریوں میں پوری طرح شریک نہیں ہوتے اور بامعاوضہ اور گھریلو کام کاج آپس میں گڈ مڈ رہتے ہیں' عورتوں پر کام کا بوجھ کم نہیں ہوگا' نیز جنس اور عمر کے حوالے سے معلومات کا فقدان بھی عورتوں کے بلا معاوضہ کام کا جائزہ لینے میں رکاوٹ ہے۔ یہ یاددہانی بھی کرائی گئی ہے کہ گھریلو کام میں عورتوں کی ذمہ داریاں غیر مساوی ہیں' اس عدم توازن کو درست کرنے کے لئے مناسب لائحہ عمل اور پروگرام ترتیب دیئے جائیں' اس کا ابلاغ کیا جائے اور اس کے مطابق قانون سازی کی جائے"۔ ان باتوں سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ تعلیم نسواں پر زور دینے کے پیچھے ان کا اصل محرک کیا ہے۔

خواتین کو گھر کا کام کاج نہ کرنے پر اکسانے کا حکم صادر کرتے ہوئے کہا گیا :

"عوام کو آگاہ کرنے کے لئے ایسے پروگرام ترتیب دیئے جائیں جن سے مرد و زن کی گھریلو ذمہ داریوں اور کام کاج میں مساوی شرکت کے اصول پر رائے عامہ ہموار ہو۔"

انہوں نے ایک نیا جرم بھی متعارف کرایا ہے یعنی "ازدواجی زنا بالجبر" (marital rape) اور مطالبہ کیا ہے کہ فیملی کورٹس قائم کئے جائیں جو بیویوں کو شوہروں کے اس جبر سے تحفظ دیں۔

ملاحظہ ہو پیرا نمبر(m)103C'56 : فیملی کورٹس قائم کئے جائیں اور قانون سازی کی جائے جو ایسے فوجداری معاملات کا جائزہ لے جن کا تعلق گھریلو تشدد بشمول ازدواجی زنا بالجبر اور جنسی تشدد سے ہو اور ایسے معاملات میں فوری انصاف مہیا کیا جائے۔

مغربی مصنف ناواقفیت کی بناء پر اسلام کے قانون وراثت کو بھی تنقید کا ہدف بناتے رہے ہیں۔ اب اقوامِ متحدہ تنقید سے بڑھ کر تحکیم تک جا پہنچی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ "ممبر ممالک ایسی قانون سازی کریں جس سے عورتوں کو معاشی وسائل میں' جن میں حق ملکیت اور مساوی حق وراثت شامل ہیں' مردوں کے برابر حقوق حاصل ہوں"۔

اقوامِ متحدہ کی یہ کارروائی عورت کو زنا' فحاشی اور اسقاطِ حمل کے حق سے نوازنے

کے مترادف ہے' جس کے بارے کہا گیا ہے کہ اس ضمن میں کافی "پیش رفت" کے باوجود ابھی بہت سا کام کرنا باقی ہے' کیونکہ ابھی :

"عورتوں اور لڑکیوں کے افزائش نسل کے حقوق کو عام انسانی حقوق کا درجہ حاصل نہیں ہو سکا جو بیجنگ ڈیکلریشن کے پیراگراف ۹۵ میں مذکور ہیں"۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں مسلم حکومتیں اس غیراخلاقی' غیراسلامی اور خانہ خرابی کے چیلنج کا سامنا کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے دینی اور ایمانی فرائض سے چشم پوشی کا رویہ اختیار کیا اور اس برائی کے ایجنڈے کو نظرانداز کئے رکھا۔ انہوں نے خفیف سے انداز میں جن ایک آدھ تحفظات کا اظہار کیا تھا ان میں کچھ ردوبدل کے باوجود یہ نام نہاد سوشل انجینئر' اپنا ایجنڈا آگے بڑھانے میں کامیاب رہے ہیں۔ چنانچہ اب ان سے یہ تحفظات بھی ختم کرنے کیلئے کہا جا رہا ہے۔ نیا حکم یہ ہے :

152d : عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمہ کے لئے کئے گئے معاہدہ پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔ اس بارے میں آپ کے جو تحفظات ہیں انہیں کم کریں اور معاہدہ سے مطابقت نہ رکھنے والے تحفظات واپس لیں۔

102d : تمام مروجہ اور زیر غور قانون سازی پر نظرثانی کریں اور انہیں عورتوں کے خلاف امتیاز کے خاتمے کے لئے معاہدے سے ہم آہنگ بنائیں' ان پر عمل درآمد یقینی بنائیں۔

ایک اسلامی معاشرہ کو اندر سے تباہ کرنے کے لئے اس سے زیادہ شیطانی' خبیث اور فاسد پروگرام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ لوگ اپنا معاشرہ تباہ کرنے کے بعد اب ہمارے درپے ہیں' حالانکہ ان کے نام نہاد ترقی یافتہ معاشرہ میں جو خرابیاں ہیں وہ ان کی اپنی پیدا کردہ ہیں' باہر سے کسی نے نہیں ٹھونسیں۔ یہ خرابیاں ان کی مادہ پرستانہ اور اباحت پسندی کا نتیجہ ہیں جنہیں اب اقوامِ متحدہ کے ذریعے بقیہ دنیا کو بالجبر برآمد کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بہروپئے اب تک خاصی کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ عمدہ فنکاری اور نفیس پروپیگنڈہ کے ذریعے بغیر کسی مزاحمت کے معاملہ بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ انہوں نے یہ

جھوٹ بولا کہ اصل میں آبادی کو کنٹرول کرنا ہے اور ہم نے سے سچ سمجھا' حالانکہ یہ کام بھی اللہ کو پسند نہیں۔ ان کا حقوقِ نسواں کے علمبردار ہونے کا جھوٹا دعویٰ بھی ہم نے من و عن قبول کرلیا اور یہ نہ دیکھا کہ وہ عورتوں کے نئے حقوق تلاش کر رہے ہیں' نیکی' بدی کی نئی تعریف اور ایک نئی شریعت ایجاد کر رہے ہیں۔

جب پاکستان کی فوجی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ نئی مقامی حکومتوں میں عورتوں کو پچاس فیصد نمائندگی دی جائے گی تو کسی نے یہ گمان نہیں کیا کہ یہ ورلڈ بینک کا حکم ہے۔ جب پاکستانی وزارتِ قانون نے اقوام متحدہ کے حکم پر غیرت کے نام پر قتل کو قتل عمد قرار دیا تو اس پر بھی کوئی آواز بلند نہ ہوئی۔

اقوامِ متحدہ میں جہاں مسلمانوں کی سرے سے کوئی نمائندگی نہیں یہی کچھ ہوتا ہے۔ قاہرہ کانفرنس (۱۹۹۴ء) کے موقع پر مسلم امہ میں کچھ چہ میگوئیاں ہوئیں لیکن بعد میں سب اسے بھول گئے اور اقوامِ متحدہ کا منصوبہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہا۔

بوسنیا ہرزوگوینا' کوسوو اور جموں و کشمیر میں مسلم امہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی تو حفاظت نہیں کر سکی لیکن اقوامِ متحدہ میں اپنی ناکامی کو کیا کہے گی جو قرآن و سنت کے ہر حکم کی خلاف ورزی پر منتج ہے۔ مسلمانوں کو ایک بہت بڑے فتنہ کا سامنا ہے۔ اگر وہ اسے ختم نہ کر سکے تو انہیں اسلام کا نام ہی بھول جانا چاہئے۔

قارئین واحباب نوٹ فرمالیں!

پی ٹی وی پر نشر ہونے والا' امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد کا پروگرام حقیقت دین

اب ہفتہ میں دوبار دیکھا جاسکتا ہے :

i) جمعرات — شام سوا چھ بجے — پی ٹی وی ورلڈ پر،

ii) اتوار — صبح ساڑھے نو بجے — پی ٹی وی پر

توحیدِ عملی

اخلاص فی العبادۃ اور اقامتِ دین

کی اہمیّت و فرضیّت

سورۃ الزّمر تا سورۃ الشّوریٰ کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد
مرتب : شیخ جمیل الرحمٰن

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○ ﴾ (الشوریٰ : ۱۳)

حضرات و خواتین! ان نشستوں میں ہم سورۃ الشوریٰ کے بعض منتخب مقامات کا مطالعہ کریں گے۔ میرے حقیر مطالعہ کی رو سے یہ سورۂ مبارکہ اقامتِ دین کے خاص موضوع پر ایک چوٹی کا درجہ رکھتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بعض سورتوں کے لئے ذروۂ سنام کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی مختلف سورتیں مختلف موضوعات پر چوٹی کے مقام کی حامل ہیں۔ انگریزی میں اسے اس موضوع کے Climax یعنی نقطۂ عروج سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ میں عرض کرچکا ہوں کہ میرے نزدیک اقامتِ دین کے خاص موضوع پر اس سورۂ مبارکہ کو ذروۂ سنام کا مقام حاصل ہے۔

مصحف کی ترتیب

میں چاہتا ہوں کہ سورۃ الشوریٰ کے پیش نظر مقامات کے درس سے قبل اس سورت کے بارے میں اور قرآن کی موجودہ ترتیب کے متعلق بعض اہم اور بنیادی باتیں آپ کے گوش گزار کردوں' جوان شاءاللہ العزیز قرآن حکیم کے مطالعہ اور اس میں غور و فکر اور تدبر کے لئے قرآن مجید کے ہر طالب علم اور قاری کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

مکّی اور مدنی سورتیں

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ سورۃ الشوریٰ مکّی سورت ہے۔ آپ اس بات سے بھی واقف ہوں گے کہ قرآن مجید کا تقریباً دو تہائی حصہ مکی سورتوں پر اور بقیہ تقریباً ایک تہائی حصّہ مدنی سورتوں پر مشتمل ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ قرآن مجید میں پہلے مکی اور بعد میں مدنی سورتیں یکجا جمع کردی گئی ہوں۔ پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ مکیّات اور مدنیات میں جو نزولی ترتیب ہے اس کے اعتبار سے قرآن حکیم کو مرتب کیا گیا ہو۔ یہ بات قرآن مجید کے ہر طالب علم کو معلوم ہے کہ مصحف کی ترتیب نزولی ترتیب سے مختلف ہے۔

ازلی و ابدی ترتیب

البتہ یہ بات جان لیجئے کہ اصل میں قرآن حکیم کی ازلی و ابدی ترتیب یہی ہے جو مصحف کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ یہی ترتیب توقیفی ہے اور قرآن مجید کی یہی ترتیب لوحِ محفوظ کے مطابق ہے۔ البتہ نبی اکرم ﷺ پر قرآن مجید کا جو نزول ہوا ہے وہ ایک دوسری ترتیب سے ہوا ہے۔ یہ ان خاص حالات کے مطابق ہوا ہے جو آنحضور ﷺ کی دعوت اور آپؐ کی جدّ و جُہد کے دوران آپؐ کو مختلف مواقع پر مختلف مراحل میں پیش آئے۔ لہٰذا ترتیبِ نزولی کا تعلّق خاص حالات سے اور خاص زمانے سے ہے۔ گویا خاص زمان و مکان اس نزول کے پس منظر میں ہیں۔ لیکن جس ترتیب سے قرآن مجید نبی اکرم ﷺ اُمّت کو عطا فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں وہ لوحِ محفوظ کی ترتیب کے عین مطابق ہے' اور یہ ہے ازلی و ابدی ترتیب ـــــ اسی کے مطابق آنحضور ﷺ کی وفات سے قبل کے رمضان المبارک میں حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کو دوبار قرآن مجید کا دور

کرایا تھا۔

قرآن مجید کا نظم

قرآن فہمی اور خاص طور پر اس میں تدبّر کے لئے مصحف کی موجودہ ترتیب' اس کے نظم اور سورتوں کے باہمی ربط و تعلق کو سمجھنا بہت اہم ہے۔ چنانچہ اس پر ہر دور میں کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے قرآن مجید اور اس کی سورتوں کا جو اندرونی نظام اور ان کا جو باہمی ربط و تعلق ہے' اس پر برِّعظیم پاک و ہند کی ماضی قریب کی ایک شخصیت نے نہایت عمیق تدبّر اور تفکر کیا ہے اور اس نظام اور باہمی ربط و تعلق کو واضح کرنے کے لئے انتہائی قابلِ قدر کام کیا ہے۔ یہ شخصیت تھے مولانا امام حمیدالدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ جن کا انتقال ۱۹۳۰ء میں ہوا۔ مولانا مرحوم شبلی نعمانی مرحوم کے بہت قریبی عزیز تھے۔ ان دونوں کے مابین ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائیوں کا رشتہ تھا۔ مولانا فراہیؒ نے عربی زبان میں قرآن مجید کے چند اجزاء کی تفسیر بھی لکھی تھی اور اس کا نام ہی مولانا مرحوم نے "تفسیر نظام القرآن" تجویز کیا تھا۔ اس کا مقدمہ مولانا نے "مقدمہ تفسیر نظام القرآن" کے عنوان سے تحریر کیا تھا جو نہایت اہمیت کا حامل اور میرے نزدیک قرآن فہمی کے لئے بمنزلہ کلید ہے۔

نظام کے لحاظ سے قرآن کے گروپ

مولانا فراہیؒ کے اصولوں پر نظامِ قرآن کو واضح کرنے کے لئے ان ہی کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے ایک قدم آگے بڑھایا اور اس ضمن میں ایک رائے ظاہر کی جو خاصی وزنی ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ قرآن حکیم کی جملہ سورتیں سات گروپوں میں منقسم ہیں اور ہر گروپ کی تشکیل اس طرح ہے کہ اس کے آغاز میں ایک یا ایک سے زائد مکّی سورتیں ہیں اور ہر گروپ کا اختتام ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتوں پر ہوتا ہے۔ اس طرح مکّیات اور مدنیات مل کر ایک گروپ بن جاتا ہے۔ پھر مکیات اور مدنیات پر مشتمل دوسرا گروپ مکمل ہوتا ہے۔ وَقِس عَلٰی ذٰلِکَ —— اس طرح قرآن حکیم کے جو سات گروپ بنتے ہیں ان میں سے ہر گروپ کا ایک اپنا مرکزی

مضمون ہوتا ہے' جسے وہ "عمود" کہتے ہیں۔ عمود کی اصطلاح شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار فرمائی ہے۔ لیکن یہ کہ قرآن حکیم کے سات گروپ ہیں اور ہر گروپ کا اپنا ایک عمود یعنی مرکزی مضمون ہے' یہ مولانا اصلاحی کی اپنی تحقیق اور تدبر کا نتیجہ ہے جو اس دور میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ مولانا اصلاحی کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ ہر گروپ کے مرکزی مضمون یا عمود کے دو رُخ ہیں —— (جیسے ہم کہتے ہیں تصویر کے دو رُخ) —— ایک رخ مکّیات میں بیان ہوتا ہے اور دوسرا رخ مدنیات میں۔ اور اس طرح یہ دونوں رخ مل کر اس گروپ کے عمود یا مرکزی مضمون کی تکمیل کر دیتے ہیں۔

اس طرح جو سات گروپ بنتے ہیں ان میں سے پہلے گروپ میں مکّی سورت صرف ایک ہے اور وہ ہے سورۃ الفاتحہ۔ یہ سورت مختصر ہے اور صرف سات آیات پر مشتمل ہے' اگرچہ اپنے مضامین کی جامعیت کے اعتبار سے اسے "قرآنِ عظیم" بھی کہا گیا ہے۔ گویا یہ سورۃ خود اپنی جگہ ایک مکمل قرآن ہے۔ اسے اُمّ القرآن بھی کہا گیا ہے اور اساس القرآن بھی۔ اس کو شافیہ اور کافیہ کے ناموں سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اس سورۃ کے مختلف نام اس کی جامعیت و عظمت کے اظہار کے لئے رکھے گئے ہیں' حالانکہ حجم کے اعتبار سے یہ بہت چھوٹی سورت ہے۔ جبکہ اس پہلے گروپ میں چار نہایت طویل مدنیات شامل ہیں' یعنی سورۃ البقرۃ' سورۂ آل عمران' سورۃ النساء اور سورۃ المائدۃ۔ گویا قرآن مجید کے تقریباً چھ پارے ان چار سورتوں پر مشتمل ہیں۔

دوسرے گروپ میں دو بڑی مکّی سورتیں الانعام اور الاعراف اور اسی طرح دو بڑی مدنی سورتیں الانفال اور التوبہ شامل ہیں۔

تیسرے گروپ میں پہلی چودہ سورتیں سورۂ یونس سے سورۃ المؤمنون تک مکی ہیں اور آخر میں صرف ایک مدنی سورت "سورۃ النور" شامل ہے۔ یہ گروپ بھی چھ پاروں کے لگ بھگ بنتا ہے۔

چوتھا گروپ سورۃ الفرقان سے شروع ہو کر سورۃ الاحزاب پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں بھی ابتداء میں آٹھ مکی سورتیں اور آخر میں صرف ایک مدنی سورۃ سورۃ الاحزاب ہے۔

پانچواں گروپ سورۂ سبا سے شروع ہو کر سورۃ الحجرات پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں ابتداء میں تیرہ مکّی سورتیں اور اختتام پر تین مدنی سورتیں شامل ہیں۔

پھر چھٹا گروپ سورۂ قٓ سے شروع ہو کر سورۃ التحریم پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں پہلی سات سورتیں مکی اور اس کے بعد سورۃ الحدید سے لے کر سورۃ التحریم تک دس سورتیں مدنی ہیں۔ یہ وہ واحد گروپ ہے جس میں مدنیات کی تعداد مکیات سے زیادہ ہے۔

آگے چلئے' پھر سورۃ الملک سے سورۃ النّاس تک ساتواں گروپ ہے۔ اس گروپ میں چند سورتیں مستثنیٰ ہیں جو مدنی ہیں' باقی کُل کی کُل سورتیں مکّیات پر مشتمل ہیں۔

مکّی سورتوں کے مرکزی مضامین و موضوعات

اب ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ مکی سورتوں کے مرکزی مضامین و موضوعات کیا ہیں؟

ل) ایمانیاتِ ثلاثہ : اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ مکی سورتوں کا اصل موضوع ایمان ہے۔ پہلے اسی کو پختہ کیا گیا ہے' اس لئے کہ ایمان پر ہی اسلام کا دارومدار ہے۔ ایمان کی حیثیت جڑ کی ہے اور اسلام کی حیثیت درخت کی ہے' جبکہ اعمالِ صالحہ اسی ایمان اور اسلام کے ثمرات ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ بنیادی حیثیت جڑ ہی کو حاصل ہوتی ہے جس پر درخت قائم ہوتا اور برگ و بار لاتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ جیسے ایک عمارت ہے' اس کی ایک بنیاد ہے اور اس پر تعمیر ہے۔ نظر تو عمارت آتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس عمارت کے استحکام کا سارا دارومدار بنیاد پر ہے اور وہ زیرِ زمین ہے' نظر نہیں آتی ـــــ پس معلوم ہوا کہ اصل شے ایمان ہے۔ یہ ایمان ہی اصل موضوع ہے تمام مکی سورتوں کا۔

البتہ ایمان کے تین اجزاء ہیں۔ ایمان باللہ یا توحید' ایمان بالرّسالت اور ایمان بالمعاد یا ایمان بالآخرۃ ـــــ ان تینوں اجزاء کی مکّی سورتوں میں مختلف اسالیب سے دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تفہیم ہے۔

ب) بنیادی اخلاقیات : مکی سورتوں کا دوسرا بڑا اور اہم مضمون بنیادی اخلاقیات سے متعلق ہے۔ یعنی سچائی' ہمدردی' بھوکوں کو کھانا کھلانا' یتیموں سے حسنِ سلوک' حاجت مندوں کی دست گیری' ماپ اور تول میں دیانت' معاملات میں امانت' ایفائے

اور مختلف سیاق و سباق میں اس اعتبار سے تکرار و اعادہ کے ساتھ مکّی سورتوں میں آتا ہے کہ ان کے حالات تمہارے لئے مثال و نشان عبرت ہیں' ان سے سبق لو کہ ان رسولوں کی قوموں نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا تو وہ ہلاک کر دی گئیں۔ اگر تم نے بھی ان ہی کا سا رویّہ اختیار کیا تو تم اس دنیا میں بھی عذابِ الٰہی سے دوچار ہو گے اور آخرت میں بھی عذابِ دائمی تمہارا مقدر ہو گا۔

جن حضرات کو مطالعہ قرآن سے دلچسپی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر ان کے لئے دو اصطلاحات کا فرق بھی واضح کر دوں ـــــ ایک اصطلاح ہے "قصص النبیّین" ـــــ نبیوں کے حالات کو قصص قرار دیا گیا ہے۔ رسولوں کے حالات کے لئے دوسری اصطلاح آتی ہے اور وہ ہے "انباء الرسل" ـــــ نباء بڑی اہم خبر کو کہتے ہیں۔ انباء الرسل کے معنی ہوں گے رسولوں کی بہت اہم خبریں ـــــ یعنی پوری پوری قوموں کا ہلاک کر دیا جانا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا' جن کے متعلق قرآن مجید کہتا ہے : ﴿ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ﴾ وہ ایسے ہو گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں' کبھی بستے ہی نہیں تھے ـــــ ﴿ لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ﴾ اب ان کے مسکن رہ گئے ہیں' کھنڈرات ہیں' ان میں بسنے والے کہیں نظر نہیں آتے ـــــ کہیں فرمایا : ﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ﴾ یعنی ان ظالم قوموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ یہاں یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ قرآن میں "ظلم" کا لفظ عموماً شرک کے لئے استعمال ہوا ہے' جیسے : ﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾

معلوم ہوا کہ یہ بڑے اہم واقعات ہیں۔ تو ان کو قرآن انباء الرُّسل کہتا ہے اور جن انبیاء کرام کے واقعات و حالات میں ان قوموں کی ہلاکت کا ذکر نہیں ہے' بلکہ ان نبیوں کے مضبوط کردار' ان کی پاکیزہ سیرت' ان کی صداقت و دیانت' ان کی امانت' ان کی عصمت' ان کی عفت اور ان کے صبر و ثبات کا ذکر ہے' جیسے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعات و حالات سورۂ یوسف میں بیان ہوئے ہیں' تو ان کو قرآن قصص کہتا ہے ـــــ سورۂ یوسف میں الفاظ مبارکہ ہیں : ﴿ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ﴾ "(اے نبیؐ!) ہم اس قرآن کو تمہاری طرف وحی کر کے بہترین پیرایہ میں واقعات اور حقائق تم سے بیان کرتے ہیں"۔ اور سورۂ ھود

کے آخر میں آتا ہے : ﴿ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ ﴾ "یہ انباء الرسل ہیں جو ہم اے نبی! آپؐ کو سنا رہے ہیں' تاکہ اس کے ذریعے سے ہم آپؐ کے دل کو جمادیں اور تسلی دیں۔ اور (اے نبیؐ) اس سورت میں آپؐ پاس کے حق آیا ہے اور اس میں نصیحت اور یاددہانی ہے ایمان والوں کے لئے"۔ یعنی جن حالات سے اے نبیؐ! آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوچار ہونا پڑ رہا ہے وہی حالات سابقہ رسولوں کو بھی پیش آئے تھے' لیکن بالآخر اللہ کی نصرت ان رسولوں کے شامل حال ہوئی' وہ سربلند ہوئے اور وہ قومیں جنہوں نے ان کی تکذیب کی' ان کا استہزاء کیا' تمسخر کیا' ان کی دعوتِ ایمان سے اعراض کیا وہ ہلاک و برباد کردی گئیں۔

میں نے جن تین اہم مضامین کا ذکر کیا ہے اکثر و بیشتر مکّی سورتوں میں مشترک ہیں' ان کا اعادہ کرلیجئے۔ یعنی نمبرایک : دعوتِ ایمان۔ ایمان میں توحید' رسالت اور آخرت۔ نمبردو : بنیادی اخلاقیات کی تعلیم و تلقین۔ نمبرتین : قصص النبیین' جن کا تعلق بنیادی اخلاقیات سے ہے اور انباء الرسل جن کا تعلق دعوتِ ایمان سے ہے۔ یہ ہیں مکی سورتوں کے بنیادی مضامین۔

گروپوں میں مضامین کی تقسیم

مضامین کی مذکورہ بالا تقسیم کے علاوہ ان میں ایک اور تقسیم بھی ہے۔ میں نے مکّی سورتوں کے جو گروپ آپ کو گنوائے تھے ان میں سے پہلے گروپ میں مکّی سورت صرف سورۃ الفاتحہ ہے' جو پورے قرآن کے لئے بمنزلہ دیباچہ اور مقدمہ ہے۔ اس کے بعد اس گروپ میں پانچ مدنی سورتیں ہیں۔ باقی رہ گئے چھ گروپ ــــــ ان میں آپ دیکھیں گے کہ دوسرے اور تیسرے گروپ کی مکی سورتوں میں زیادہ زور ایمان بالرّسالت پر ہے۔ سورۃ الانعام و سورۃ الاعراف جو دوسرے گروپ کی مکّیات ہیں ان میں اور تیسرے گروپ میں سورۃ یونس سے لے کر سورۃ المؤمنون تک ــــــ اگرچہ جو تین بنیادی مضامین مَیں نے گنوائے ہیں وہ بھی ان مکّی سورتوں میں ملیں گے' لیکن ان گروپوں کی

سورتوں میں خاص زور (Emphasis) رسالت پر ملے گا۔ یعنی ان کا اصل عمود اور مرکزی مضمون رسالت ہے۔ اس کے بعد چوتھے گروپ میں سورۃ الفرقان سے لے کر سورۂ حٰم السجدۃ تک آٹھ سورتیں اور پھر پانچویں گروپ میں سورۂ سبا سے لے کر سورۃ الاحقاف تک تیرہ سورتیں ہیں۔ ان اکیس سورتوں کا مرکزی مضمون یا عمود توحید ہے۔ ان میں بھی پہلے مضامین موجود ہیں' لیکن اصل زور توحید پر ہے۔

آخری جو دو گروپ ہیں ان میں چھٹے گروپ میں مکیات سورۃ قٓ سے لے کر سورۃ الواقعۃ تک اور ساتویں گروپ یعنی سورۃ الملک سے جو مکیات کا طویل سلسلہ ہے اس میں چند سورتوں کو چھوڑ کر ان کا مرکزی مضمون یا عمود ہے آخرت کا انذار' آگاہ کرنا' خبردار کرنا کہ یہ دنیا فانی ہے' اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے' جس میں اس دنیا کی زندگی کے تمام اعمال ہی کا نہیں بلکہ نیتوں اور ارادوں کا بھی حساب کتاب ہو گا' جواب دہی کرنی ہو گی' پھر عدالتِ الٰہی سے جزا و سزا کے فیصلے صادر ہوں گے' یا جنت ہو گی ہمیشہ کے لئے یا آگ ہو گی دائمی ـــــ ان دو ہی گروپوں میں یہ سورتیں ملتی ہیں : ﴿ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ○ ﴾ کہیں فرمایا : ﴿ اَلْحَآقَّةُ ○ مَا الْحَآقَّةُ ○ ﴾ کہیں آگاہ کیا گیا : ﴿ اَلْقَارِعَةُ ○ مَا الْقَارِعَةُ ○ ﴾ اسی طرح سے : ﴿ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ ﴾ اور ﴿ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ○ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ○ ﴾

تو آخری دو گروپوں کی مکیات میں زیادہ زور ہے انذارِ آخرت پر ـــــ درمیانی دو گروپوں کا مرکزی مضمون ہے توحید اور ابتدائی دو گروپوں کی مکیات میں جس پر زیادہ زور ہے' وہ ہے رسالت۔

اب آگے چلئے۔ مجھے اندازہ ہے کہ جن حضرات کو قرآن مجید کی ترتیب سے تعارف نہیں ہے ان کو یہ باتیں قدرے بھاری معلوم ہوں گی۔ لیکن میں اصل میں یہ تمہید بنا رہا ہوں اور آپ کو رفتہ رفتہ سورۃ الشوریٰ کی طرف لا رہا ہوں ـــــ میں نے ابھی درمیانی جو اکیس سورتیں آپ کو گنوائیں۔ سورۃ الفرقان سے لے کر سورۃ حٰمٓ السّجدۃ تک آٹھ سورتیں ہیں ـــــ سورۃ سبا سے لے کر سورۃ الاعراف تک تیرہ سورتیں ہیں ـــــ

ان دونوں گروپوں کی ان اکیس سورتوں میں درمیانی سورت کون سی ہوگی! ظاہر ہے کہ گیارھویں۔ تو گیارھویں سورت سورۂ یٰسٓ ہے' جس کو جناب محمدؐ رسول اللہؐ نے قلب القرآن قرار دیا۔ تو سورۂ یٰسٓ قرآن کا دل ہے۔ اس لئے کہ قرآن کا اصل موضوع تو توحید ہی ہے۔ ہمارا دین' دینِ توحید ہے۔ رسالت بھی اسی لئے ہے کہ توحید کی طرف دنیا کو دعوت دے۔ آخرت کا انداز بھی اسی لئے ہے کہ لوگ شرک سے باز آجائیں' اس سے کلیتاً اجتناب کریں اور توحید کو اختیار کریں اور صرف اسی کا التزام کریں۔ اور سورۂ یٰسٓ میں یہ تینوں مضامین نہایت جامعیت' بلاغت اور ایجاز و اعجاز کے ساتھ آئے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ دین کی اصل' اس کی جڑ' اس کی بنیاد ہی توحید ہے اور اس کی رو سے سب سے بڑی گمراہی شرک ہے۔ شرک وہ گناہ ہے جس کے بارے میں سورۃ النساء میں دو مرتبہ فرمایا گیا : ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ اسی طرح توحید کے موضوع پر نہایت اہمیت کی حامل سورۃ البقرۃ میں آیۃ الکرسی ہے جس کو آنحضور ﷺ نے قرآن کی تمام آیات کی سرتاج قرار دیا۔ پھر آخری پارے میں سورۃ الاخلاص ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے ایک ثُلثِ قرآن کے مساوی قرار دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ توحید کے موضوع پر آیتوں میں سے جامع ترین آیۃ الکرسی ہے اور سورتوں میں سے جامع ترین سورت سورۃ الاخلاص ہے۔

توحیدِ علمی

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے توحید کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک توحید ہے علمی توحید' توحید فی المعرفۃ یا توحید فی العقیدۃ' یعنی اللہ کو ایک جاننا' اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' اللہ کی صفات میں کسی کو ساجھی قرار نہ دینا' کسی کو اس کا ضِد یا نِد' یا ہم پلہ' ہمسر یا مدِّمقابل نہ بنانا ـــــ چنانچہ توحید فی الذّات اور توحید فی الصّفات' ان دونوں کو جمع کریں گے تو یہ ہوگی علمی توحید' معرفتِ الٰہی کی توحید' عقیدے کی توحید۔ دوسری توحید ہے توحید عملی۔ اس کو امام ابن تیمیہؒ نے توحید فی الطلب کا جامع عنوان دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان فی الواقع ایک اللہ ہی کا بندہ بن جائے۔ اس کی بندگی اور پرستش

صرف اللہ ہی کے لئے خالص ہو جائے جو الاحد ہے۔ ایک خطبہ نبویؐ میں الفاظ آتے ہیں : ((وَحِّدُوْا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ)) یہاں وَحِّدُوْا باب تفعیل سے صیغۂ امر ہے۔

باب تفعیل کا خاصہ

"توحید" اسی بابِ تفعیل سے مصدر ہے۔ اور تفعیل کا خاصہ یہ ہے کہ کوئی کام بڑی محنت سے ' بڑے اہتمام سے ' بڑے استقلال و استقرار سے کیا جائے۔ جیسے اعلام کے معنی ہیں کسی کو کچھ بتا دینا اور تعلیم کے معنی ہیں کسی کو کچھ سکھانا۔ اب بتانے اور سکھانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ ایک دفعہ بتا کر فارغ ہو گئے ' اب کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ' اس کے پلے کچھ پڑے یا نہ پڑے ' آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ابلاغ کے معنی بھی صرف پہنچانے کے ہیں ' لیکن تبلیغ کے معنی ہوں گے محنت سے ' اہتمام سے ' دلیل سے ' تدریج سے کوئی بات کسی کو پہنچانا۔ اب تعلیم اور تبلیغ میں آپ کو سخت مشقت کرنی پڑتی ہے۔ ایک بات کو ذہن میں اتارنا مقصود ہے۔ تو اگر بات ایک مرتبہ سمجھ میں نہیں آئی تو اسے بار بار سمجھانا پڑے گا ' اس کی توضیح کرنی ہو گی ' تبیین کرنی پڑے گی ' بڑی محنت سے کسی کے ذہن میں کوئی بات اتارنی اور بٹھانی ہو گی ' اسے hammer کرنا پڑے گا۔ یہ تعلیم ہے۔ اسی طرح محنت اور لگن کے ساتھ دعوت پہنچانے سے تبلیغ کا حق ادا ہو گا۔ اس وضاحت سے اعلام اور ابلاغ اور تعلیم و تبلیغ میں جو فرق ہے وہ سمجھا جا سکتا ہے۔

باب تفعیل کے خاصے کے متعلق ایک مثال اور دیکھئے۔ "انزال" کے معنی ہیں دفعتاً اتارنا۔ لیکن جب یہ لفظ بابِ تفعیل میں "تنزیل" بنے گا تو اس کے معنی ہوں گے تھوڑا تھوڑا کر کے ' ٹھہر ٹھہر کر ' تدریج سے اتارنا۔ پورا قرآن مجید رمضان میں لیلۃ القدر میں دفعتاً واحدۃً لوحِ محفوظ سے اتر کر اسمائے دنیا تک آگیا ——— یہ ہے انزال ——— ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ﴾ اور ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ ﴾ اب سمائے دنیا سے آنحضور ﷺ پر جو نازل ہوا تو وہ بیک وقت نازل نہیں ہوا ' بلکہ تنزیلاً نازل ہوا۔ ﴿ الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ اور ﴿ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ ﴾ سورۂ یٰسٓ میں فرمایا : ﴿ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ○ ﴾ سورۃ الزمر شروع ہوتی ہے اسی تنزیل کے ذکر سے : ﴿ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ○ ﴾ سمائے دنیا تک قرآن کے نزول کی شان ہے شانِ انزالی اور جناب محمدؐ رسول اللہ ﷺ کے قلب ِمبارک پر نزولِ قرآن کی شان ہے شانِ تنزیلی۔ تھوڑا تھوڑا' ضرورت کے مطابق' حالات وواقعات کی مناسبت سے قرآن کا نزول یہ تنزیل ہے۔

توحید کیا ہے؟

باب تفعیل کے خاصے کو پیش نظر رکھ کر لفظ "توحید" پر غور کریں تو توحید کا مطلب و مفہوم ہو گا اللہ تبارک وتعالیٰ کو ذات وصفات کے لحاظ سے ایک ماننا اور جاننا۔ قارئین کو اندازہ ہو گا کہ توحید اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ دائمی طور پر اللہ کو ایک جان کر اور ایک مان کر استقلال واستقرار کے ساتھ اس کی پیہم اطاعت کے لئے محنت کرتے رہنا بڑا مشکل کام ہے۔ بقول شاعر ؎

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

پس توحید کے لئے بڑی محنت ومشقت کی ضرورت ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک لکیر کھنچی ہوئی تھی' پالا بنا ہوا تھا اور کوئی اِدھر سے اُدھر آگیا تو اسے توحید کی دولت مل گئی ـــــ اس طرح اسلام تو مل سکتا ہے' یعنی ایک شخص قانونی طور پر مسلمانوں میں شامل ہو جائے گا' لیکن یہ کہ وہ موحّد بن گیا' تو یہ خام خیالی ہے۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ خطبے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ : وَحِّدُوا اللّٰهَ ـــــ یعنی اللہ کی توحید واقعتاً اختیار کرو جیسے کہ اس کا حق ہے۔

توحیدِ عملی

زندگی کے عملی میدان میں توحید اختیار کرنا توحید علمی سے بھی زیادہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس توحید فی العمل کو امام ابن تیمیہؒ توحید فی الطّلب کہتے ہیں۔ یہ بڑی کٹھن وادی ہے۔ جسے عبور کرنا بڑے عزم اور حوصلہ کا کام ہے ـــــ یہ توحید عملی درحقیقت پانچویں

گروپ میں سورۂ سبا سے لے کر سورۃ الاحقاف تک کی تیرہ مکّی سورتوں میں سے چار سورتوں کا مرکزی موضوع ہے۔ یہ چار سورتیں ہیں سورۃ الزمر' سورۃ المؤمن' سورۂ حم السجدۃ اور سورۃ الشوریٰ ـــــ ان چار سورتوں میں تدریجاً توحیدِ عملی کا مضمون سامنے آتا ہے ـــــ جیسا کہ آئندہ صفات میں ذکر ہو گا۔

توحیدِ عملی کے مدارج

پہلا درجہ : انفرادی توحید

توحید عملی کا پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کے انفرادی عمل میں توحید آ جائے اور انفرادی شخصیت فی الواقع توحید کے رنگ میں رنگی جائے۔ انسان واقعتاً اللہ کا بندہ بن جائے جیسا کہ اس کا بندہ بننے کا حق ہے' پھر اس کی بندگی میں کسی اور کی بندگی کا شائبہ نہ ہو۔ وہ بندگی خالص اللہ کی بندگی ہو ـــــ اگر اللہ کے سوا کسی اور کا کہنا مانا جا رہا ہو' اللہ کے حکم کے خلاف کسی اور کا حکم بجالایا جا رہا ہو تو یہ توحید نہیں ہے' بغاوت اور سرکشی ہے' طغیان ہے۔ لیکن اگر اللہ کے حکم کے تابع کسی کا حکم مانا جائے' اس سے آزاد ہو کر نہ مانا جائے' تو یہ توحید ہے۔ اس طرح اگر انسان اپنی انفرادی زندگی میں حقیقی طور پر اللہ کا بندہ بن جائے تو یہ عمل کے اعتبار سے انفرادی توحید ہے۔

اسی انفرادی عملی توحید کا ایک اہم پہلو توحید فی الدُّعاء ہے ـــــ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)) "دعاء ہی عبادت کا جوہر ہے"۔ ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا : ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) "دعا ہی اصل عبادت ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی حاجت روائی' دست گیری اور اعانت و امداد کے لئے غیب میں سے جس کو پکارتا ہے وہی اس کا اصل معبود ہے۔ پس توحید فی العبادۃ اور توحید فی الدّعاء' یہ انفرادی توحید کا پہلا درجہ ہے۔

دوسرا درجہ : اجتماعی توحید

اب انفرادی سطح اور انفرادی وجود سے جو توحید نکلے گی وہ لازماً متعدی ہو گی۔ جیسا

کہ اگر کسی جگہ آگ ہے اور اس میں حرارت ہے تو یہ حرارت آگ میں محدود نہیں رہتی' بلکہ وہ ماحول میں سرایت کرتی ہے۔ آپ آگ پر کوئی چیز رکھیں گے یا اس میں ڈالیں گے تو وہ چیز بھی گرم ہو جائے گی۔ اسی طرح برف میں ٹھنڈ ہے تو وہ برف تک محدود نہیں رہے گی' وہ بھی ماحول میں سرایت کرے گی۔ آپ برف کو پانی میں ڈالیں گے تو برف پانی کو بھی ٹھنڈا کر دے گی۔ یہ قانون طبعی ہے ـــــ اسی مثال سے سمجھئے کہ اگر کسی فرد کے اندر توحید فی الواقع جاگزیں ہو' قائم ہو جائے اور وہ راسخ ہو' پختہ ہو اور حقیقی ہو' دھوکے اور فریب کی نہ ہو' یعنی ایسا نہ ہو کہ بظاہر تو بڑے موحّد ہونے کے مدّعی ہوں اور بباطن یعنی دل میں صنم خانے آباد ہوں' تو اس حقیقی اور خالص توحید کو لازماً ماحول میں سرایت کرنا چاہئے۔

باطن کے اصنام

اس سلسلہ میں چند تلخ حقائق ملاحظہ ہوں۔ ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ ہیں جو موحّدِ خالص ہونے کے دعوے دار ہیں۔ وہ قبر پرستی اور اس نوع کے مختلف مشرکانہ و مبتدعانہ افعال کی تو بجا طور پر بڑی مذمت کرتے ہیں' لیکن ان میں سے اکثر حضرات کا دھیان اس طرف نہیں جاتا کہ دولت پرستی بھی تو شرک ہے۔ اگر حصولِ دولت میں حلال و حرام کی تمیز ختم ہو گئی تو معلوم ہوا کہ دولت کو معبود بنالیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ)) "ہلاک ہو جائے دینار اور درہم کا بندہ"۔ اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہو گا کہ "ہلاک ہو گیا دینار و درہم کا بندہ"۔ دینار و درہم کا بندہ کون ہے؟ آنحضور ﷺ نے لفظ کون سا استعمال فرمایا! عبد۔ اس لئے کہ جس شخص کے دل میں دولت کی محبت اتنی ہے کہ وہ اسی تگ و دو میں لگا رہتا ہے کہ دولت ہر حال میں اس کے پاس آنی چاہئے' اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ حلال سے آئے یا حرام سے آئے' جائز سے آئے یا ناجائز سے آئے' صحیح سے آئے یا غلط سے آئے ـــــ دولت کی اس محبت کا مطلب یہ ہے کہ اس کا معبود دولت ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ ہندوؤں نے دولت کی ایک دیوی تراشی ہوئی ہے جس کا نام انہوں نے لکشمی دیوی رکھ چھوڑا ہے۔

اس کی وہ پوجا کس لئے کرتے ہیں! اس لئے کہ ان کو دولت ملے۔ درحقیقت وہ اس مورتی کے پردے میں دولت کی پوجا کرتے ہیں۔ ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ "لکشمی دیوی" کی کوئی مورتی ہمارے سامنے نہیں ہے' لیکن لکشمی دیوی کی پوجا سے ہندوؤں کا جو مقصود ہے وہی ہمارا بھی ہو جائے گا اگر ہم حرام و حلال اور شریعت کی قیود و شرائط سے بے نیاز ہو کر دولت کے حصول میں لگ جائیں۔ اس طور پر دولت معبود کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ دولت کے ایسے پجاریوں اور غلاموں کے لئے ہی آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ :

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ))

اسی طرح ایک طرف اللہ کا حکم ہوتا ہے اور دوسری طرف نفس کی چاہت۔ مثلاً صبح سویرے کا وقت ہے' آنکھ بھی کھل گئی ہے' اذان بھی سنی ہے۔ یہ پکار کس کی ہے؟ مؤذن کی زبان سے ضرور نکلی ہے' لیکن پکار اس کی نہیں ہے' پکار تو اللہ کی ہے کہ —— حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اور اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ علامہ اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے جو اس بات کی تفہیم میں مدد ہو سکتا ہے ؎

نکلی تو لبِ اقبال سے ہے کیا جانئے کس کی ہے یہ صدا
پیغامِ سکون پہنچا بھی گئی' دل محفل کا تڑپا بھی گئی!

تو زبان بے شک مؤذن کی ہے' لیکن صدا تو اللہ کی ہے۔ ایک طرف اللہ کی پکار ہے' دوسری طرف نفس کہتا ہے : "سوؤ ابھی آرام کرو"۔ یہ ہے وہ کشمکش جس سے اکثر لوگوں کا سابقہ پیش آتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ہمیں معلوم نہ ہو۔ ہم میں سے اکثر کو اس کا تجربہ ہوا ہے۔ اب اگر مستقل طور پر یہ کیفیت ہو کہ اس وقت ہم نے اللہ کی پکار پر تو اپنے کان بند کئے اور نفس کی خواہش اور مرضی پر لبیک کہا تو ہمارا معبود کون ہوا؟ اللہ یا ہمارا نفس؟ معلوم ہوا کہ دلوں میں صنم خانہ آباد ہے۔ اسی بات سے متنبہ کیا گیا سورۃ الفرقان کی آیت ۴۳ میں : ﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ ﴾ "اے نبی! آپ نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے! کیا آپ ایسے شخص کی نگرانی کر سکیں گے؟" غور کیجئے! یہاں لفظ الٰہ آیا ہے جو ہمارے کلمۂ شہادت کے جزوِ اوّل میں آتا ہے : لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "کوئی معبود نہیں

سوائے اللہ کے"۔ پس معلوم ہوا کہ معبود دولت بھی بنتی ہے' معبود نفس بھی بنتا ہے۔ دل کے اس صنم خانے کو ختم کرنا آسان کام نہیں ہے۔ پتھر کے تراشیدہ باہر کے بُتوں کی نفی اور مذمّت آسان ہے۔ قبر پرستی کی نفی اور مذمّت بھی آسان ہے ـــــ اور یہ نفی و مذمت بالکل صحیح ہے' یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے' یہ توحید کا لازمہ ہے' اس میں غلطی کا کوئی شائبہ نہیں ـــــ لیکن دل کے اندر جو صنم خانے ہیں' حُبِّ مال ہے' حُبِّ جاہ ہے' حُبِّ اقتدار ہے' نفس کی مرضیات و خواہشات اور چاہتوں کی بجا آوری ہے' یہ تمام چیزیں توحید کی ضد ہیں۔ اس مفہوم کی ادائیگی کے لئے بھی علامہ اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے کہ ؎

برائیِ نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے!
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

چنانچہ اندر کے اس صنم خانے کو بھی دیکھنا ہو گا۔ دل کے سنگھاسن پر براجمان ان بُتوں کو بھی توڑنا ہو گا۔ جب واقعتاً یہ ہو جائے اور ساتھ ہی باہر کے بُت بھی ختم کر دیئے جائیں تو ایسے شخص کو بجا طور پر سچّا موحّد کہلائے جانے کا استحقاق ہو گا۔ حقیقی موحّد بننے کے لئے لازم ہو گا کہ اللہ کی محبت بھی تمام محبتوں پر غالب آ گئی ہو اور دوسری تمام محبتیں اللہ کی محبت کے تابع ہو گئی ہوں۔ اسی طرح اللہ کی اطاعت تمام اطاعتوں سے اوپر ہو گئی ہو اور دوسری تمام اطاعتیں اللہ کی اطاعت کے تحت آ گئی ہوں۔ اگر اس طور سے کوئی موحد بن گیا ہو تو ہو نہیں سکتا کہ ایسے موحد کے وجود سے توحید دوسروں تک نہ پہنچے۔ یہ توحید لازماً متعدی ہو گی۔ ایک فرد سے دوسروں تک توحید پہنچنے کا یہ معاملہ ہے دعوت و تبلیغ ـــــ یعنی لوگوں کو بھی توحید کی طرف بلانا اور پکارنا ـــــ اور لوگوں تک بھی توحید کی دعوت کو پہنچانا۔

اجتماعی توحید کا نقطۂ عروج

اس طور پر جب انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف قدم بڑھے گا تو اس کا اگلہ مرحلہ ہو گا پورے ماحول پر اللہ کی توحید کا سِکّہ رواں کر دینا۔ یعنی پورا معاشرہ موحد بن جائے' پوری قوم موحد بن جائے' پورا ملک موحد بن جائے' ملک کا نظام موحد بن جائے' ملک کا

دستورِ توحید کا مظہر بن جائے۔ یہ مرحلہ سر کر لیا تو اس کا نام ہے اقامتِ دین۔

خلاصہ

مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ خالص انفرادی سطح پر توحید فی العبادت اور توحید فی الدّعاء —— پھر اجتماعی سطح پر دعوت و تبلیغ —— پھر ان دونوں مراحل سے اگلا قدم اقامتِ دین —— یہ ہے توحیدِ کامل۔ یہ اصطلاحات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں تو اگلی بات بخوبی سمجھ میں آ جائے گی جس کے تانے بانے اور تمہید کے طور پر یہ سب باتیں بیان کی گئی ہیں۔

قرآن حکیم کی اکیس سورتیں ایسی ہیں جن کا مرکزی مضمون و موضوع توحید ہے۔ ان میں چار سورتیں سورۃ الزمر' سورۃ المؤمن' سورۂ حم السجدۃ اور سورۃ الشوریٰ ہیں' ان میں اس عملی توحید کا تدریجاً بیان ہے جو بطورِ تانا بانا اور تمہید اوپر بیان ہوا۔ بطورِ مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ان چار سورتوں کی ایک ڈور ہے جس میں توحید عملی کے موتی تدریجاً پروئے ہوئے ہیں اور یہ مضمون انفرادی توحید سے عملی توحید کی طرف تدریجاً بڑھتا چلا جاتا ہے۔

قرآن میں انفرادی توحید کا بیان

سورۃ الزمر میں انفرادی توحید کا بیان ہے اور اس قدر شدّ و مد کے ساتھ' اتنی تاکید کے ساتھ اور اتنے اہتمام کے ساتھ ہے کہ میرے حقیر مطالعہ کے بموجب پورے قرآن مجید میں اس اسلوب کے ساتھ یہ بیان اور کہیں نہیں ملے گا۔ البتہ اس موقع پر اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ توحید کے موضوع پر جامع ترین سورت تو سورۃ الاخلاص ہی ہے جو بڑی مختصر سورت ہے۔ اس سورت کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ یہ توحید کا عطر ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے اس سورۂ مبارکہ کو ثُلثِ قرآن قرار دیا ہے۔ یہ اس اعتبار سے کہ تینوں بنیادی ایمانیات' یعنی ایمان باللہ' ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرۃ میں سے ایمان باللہ یعنی توحید کا بیان اس سورت میں انتہائی جامعیت کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

مزید یہ کہ اس سورت کا اسلوب خبریہ و بیانیہ ہے' لیکن انشائیہ انداز اور شدّ و مدّ' انتہائی تاکید اور نہایت ہی پُر جلال اسلوب سے توحیدِ عملی کا تدریجاً بیان ان چار سورتوں

میں ہوا ہے جن کا ابھی اوپر ذکر ہوا۔

اصولی بات

اوپر بیان ہو چکا کہ توحید کے دو درجے ہیں' ایک توحید فی العلم یا توحید فی المعرفت یا توحید فی العقیدہ۔ دوسرا توحید فی العمل یا توحید فی الطلب۔ پھر اس توحید عملی کے بھی تین مرحلے ہیں۔ پہلا توحید فی العبادت اور توحید فی الدّعاء۔ دوسرا اسی توحید کی بندگانِ خدا کو دعوت' اسی کی تبلیغ ـــــ اور تیسرا اسی توحید پر مبنی نظامِ حیات کا قیام و قرار' یعنی "اقامتِ دین"۔

توحید فی العبادۃ

ان میں سے توحید فی العبادہ تمام انبیاء و رسل کی دعوت کا نکتہ آغاز رہا ہے۔ اس بات کے لئے قرآن مجید کی متعدد آیات پیش کی جا سکتی ہیں' لیکن محدود وقت کے پیش نظر صرف چند آیات پیش ہیں ـــــ سورۃ النحل میں فرمایا :

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ (النحل : ٣٦)

"ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (غیر اللہ) کی بندگی سے بچو۔"

سورۃ الانبیاء میں فرمایا :

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ○ ﴾ (الانبیاء : ٢٥)

"(اے نبیؐ) ہم نے آپؐ سے پہلے جو رسول بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' لہٰذا صرف میری ہی بندگی کرو۔"

آخری پارے کی سورۃ البیّنہ میں واضح کیا گیا :

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ ﴾

"اور ان کو حکم نہیں ہوا تھا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی بندگی کریں اس کے لئے

اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یک سُو ہو کر۔"

اس آخری آیت میں رسولوں اور ان کی اُمتوں کے لئے یہ ضابطہ بیان ہوا کہ سب کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ سب کے سب اللہ کی عبادت اسی کے لئے اپنی اطاعت خالص کرتے ہوئے بجالائیں۔ یہ نہ ہو کہ بظاہر بندگی اللہ کی ہو لیکن اطاعت اللہ کے دشمنوں کی ہو رہی ہو' ساز باز اللہ کے باغیوں سے ہو رہی ہو' ان کے احکام کی تعمیل بھی ہو رہی ہو' ان کے سامنے سر بھی جھکائے جا رہے ہوں اور دعویٰ اللہ کی عبادت کا ہو —— یہ طرزِ عمل ہرگز مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ طرزِ عمل درکار ہے مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ والا۔ پھر آخر میں حُنَفَآءَ کا اضافہ کیا گیا ہے' یعنی یک سو ہو کر —— کئی رنگی طرزِ عمل مطلوب نہیں ہے۔ اللہ کو تو دو رنگی بھی پسند نہیں ہے' کئی رنگی تو بہت دور کی بات ہے۔ یہاں تو ایک رنگ چاہئے : ﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ﴾ انسان یک رنگ ہو جائے' یک سُو ہو جائے' وہ اپنے پورے وجودِ ظاہری و باطنی کے ساتھ فی الواقع اللہ کا بندہ بن جائے۔ اللہ ہی کی بندگی میں ہمہ تن رنگ جائے۔

اب سورۃ البیّنہ کی اسی آیت کے مضمون کو سورۃ الزمر میں دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ مضمون وہاں کس شدّومد اور کس تاکید کے ساتھ مختلف اسالیب سے بیان ہوا ہے۔ اور چونکہ اس میں انفرادی سطح پر توحید عملی کا بیان ہے لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ وہاں صیغہ واحد کا آئے گا۔ خطاب نبی اکرم ﷺ سے ہو گا' لیکن اس اسلوب میں تخاطب اُمّت سے بھی ہے اور ان سے بھی جنہوں نے ابھی دعوت کو قبول نہیں کیا ہے۔ گویا تاقیامِ قیامت پوری نوعِ انسانی اس کی مخاطب ہے۔

توحید فی العبادۃ —— انفرادی عملی توحید

سورۃ الزمر کا آغاز ہوتا ہے :

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ —— بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ ﴾ "اس کتاب کا نزول ہے اللہ کی طرف سے جو العزیز (نہایت زبردست) ہے' الحکیم (بے حد و حساب حکمت والا) ہے"

ـــــ ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ﴾ ”ہم نے نازل کی ہے (اے نبیؐ) آپؐ کی طرف یہ کتاب (یعنی قرآن مجید) حق کے ساتھ“۔ یہ فیصلہ کن کتاب ہے‘ جیسا کہ سورۃ الطارق میں الفاظ وارد ہوئے : ﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴾۔ اب اسی سے اقوامِ عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہو گا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے جس کے راوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں :

((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ)) (مسلم)

”اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے کئی قوموں کو سربلند کرے گا اور کئی دوسری قوموں کو پست کرے گا“۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے ان قوموں کو عزّت و سربلندی عطا فرمائے گا جو اس کو اپنا امام بنائیں گی۔ اور دوسروں کو‘ جو اس کو پسِ پشت ڈال دیں گی‘ ذِلّت و نکبت سے دوچار فرمائے گا۔ یعنی قوموں کے عروج و زوال کی بنیاد یہ کتاب بنے گی۔

اب آگے وہ مضمون آ رہا ہے جس کے لئے یہ پوری تمہید باندھی گئی : ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ یہ اسلوب اور مضمون آپ کو قرآن مجید میں کسی اور جگہ نہیں ملے گا ـــــ ان آیات کی ترجمانی یوں ہو گی : ”(اے محمدؐ!) پس بندگی کرو اللہ کی‘ پوجو اللہ کو‘ پرستش کرو اللہ کی‘ اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔ اور جان لو کہ خالص دین یعنی اطاعتِ کُلّی اللہ کا حق ہے“۔ اللہ کے لئے ملاوٹ والا دین قابل قبول نہیں ہے۔ ملاوٹ والا دین منہ پر دے مارا جائے گا۔ اللہ کے ہاں مقبول ہو گا دین خالص۔ ان آیات میں دو اہم الفاظ ”عبادت“ اور ”دین“ آ گئے ہیں ـــــ اب یہاں توقف کر کے پہلے عبادت کے مفہوم اور معنی پر غور کیجیے۔ ”دین“ کے لفظ کی تشریح و توضیح آگے بیان ہو گی۔

دینی اِصطلاح میں عبادت کا مفہوم

لفظ عبادت کے صحیح مفہوم کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے فارسی کے دو الفاظ جمع کر لیجیے تو بات پوری طرح سمجھ میں آ جائے گی۔ وہ دو الفاظ ہیں بندگی اور پرستش ـــــ محض لفظ ”بندگی“ سے قرآن مجید کی اصطلاح ”عبادت“ کا مفہوم مکمل نہیں ہو گا اور محض

"پرستش" سے بھی نہیں ہو گا۔ دونوں کو جمع کریں گے تو عبادت کا مفہوم ادا ہو جائے گا۔ بندگی میں اصل زور ہے اطاعت کی طرف۔ غلامی اور محکومی بندگی کہلائے گی۔ غلام اور محکوم تو اپنے آقا اور حاکم کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے' اس کے دل کی کیفیت کچھ بھی ہو۔ دل میں وہ چاہے اپنے آقا اور حاکم کو گالیاں دے رہا ہو۔ چاہے وہ دل میں شدید باغیانہ جذبات رکھتا ہو۔ لہٰذا بندگی میں دل کی کیفیت سے بحث نہیں ہوتی۔ غلام اور محکوم کا کام ہے اپنے آقا اور حاکم کی اطاعت۔ گویا بندگی یا اطاعت عبادت کا جزوِ اعظم ضرور ہے' لیکن عبادت کی روح پرستش ہے۔ لفظ پرستش میں اصل زور محبت پر ہے۔ پرستار کس کو کہتے ہیں؟ وطن پرست کون ہے؟ جس کے دل میں وطن کی محبّت ہر چیز کی محبت سے بالاتر ہو گی وہ وطن پرست کہلائے گا۔ زر پرست کون ہے؟ جس کے دل میں دولت کی محبت دوسری محبتوں پر غالب ہو جائے وہ زر پرست ہے۔ اسی طرح آپ کہتے ہیں شہوت پرست' شہرت پرست۔ ایسے لوگوں کو اپنی اس پرستش یعنی محبت کی تسکین چاہئے' چاہے وہ صحیح طریق سے ہو چاہے غلط طور پر ہو۔ نفس پرست اسے کہا جاتا ہے جو نفس کا غلام بن کر رہ جائے اور اس کی خواہش اور تقاضے کو جائز و ناجائز کی تمیز کئے بغیر پورا کرنے کے لئے تگ و دو کر رہا ہو۔ پس جو چیز بھی انسان کو انتہائی عزیز ہو گی اس کا وہ پرستار کہلائے گا۔ لہٰذا جب بندگی اور پرستش اللہ ہی کے لئے جمع ہو جائیں' یعنی ہمہ تن' ہمہ وقت' ہمہ جہت اللہ ہی کی اطاعت اور اللہ ہی کی محبت سے انسان سرشار ہو جائے تو عبادتِ ربّ کا حق ادا ہو گا۔ شیخ سعدیؒ کا شعر ہے ۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اس شعر میں اس آیہ مبارکہ ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ کی بڑی حد تک ترجمانی کی گئی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ کے بیسویں رکوع میں اللہ کی محبت والا مضمون آیا ہے۔ بہت پیارا مضمون ہے' اسے لوحِ دل پر کندہ کر لیجئے! فرمایا : ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾ "اور جو لوگ (حقیقی) صاحب ایمان ہیں ان کی سب سے زیادہ محبت اللہ

تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے ہوتی ہے۔" اگر یہ نہیں ہے تو حقیقی ایمان سے محرومی ہے۔ پھر تو محض ایک موروثی عقیدہ (Dogma) یا ایک Racial Creed ہے۔ حالانکہ مطلوب یہ ہے کہ محبت اس درجہ کو پہنچ جائے ﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ﴾ حقیقی اہل ایمان کے لئے محبوب ترین اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔

توجب محبت اور اطاعت اللہ کے لئے مل جائیں تو یہ ہوگی اللہ کی کامل بندگی۔ اور یہی درحقیقت عبادت کی وہ تعریف ہے جو امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ نے کی ہے۔ بلکہ حافظ ابن قیمؒ کے الفاظ اپنے استاذ سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ : العبادۃ تجمع اصلین : غایۃ الحُبِّ مع غایۃ الذل والخضوع "عبادت دو بنیادوں کے جمع ہونے سے بنتی ہے۔ پہلی یہ کہ اللہ کے ساتھ انتہائی درجہ کی محبت ہو۔ دوسری یہ کہ انسان انتہائی درجہ میں اس کے سامنے اپنے آپ کو پست کردے اور بچھا دے۔ ان دونوں کے اجتماع کا نام ہے "عبادت"۔ [1]

خالص اطاعت مطلوب ہے

فرمایا : ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰہَ ﴾ اب دیکھئے کہ یہ بات اپنی جگہ پر مکمل ہے۔ لیکن انسان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بڑا جھگڑالو ہے۔ کچھ نہ کچھ منطق فطری طور پر انسان کو ملی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۵۴ کے آخری حصہ میں کہ : ﴿ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴾ "اور انسان بڑا جھگڑالو واقع ہوا ہے"۔ پس وہ طرح

---

(۱) حال ہی میں العلامہ الشیخ عبد الرحمٰن بن حسن آل شیخؒ کی ایک تصنیف راقم کی نظر سے گزری۔ الشیخ مرحوم نے عبادت کی تعریف و توضیح ان الفاظ میں کی ہے : والعبادۃ اسم یجمع کمال الحب للّٰہ ونہایتہ فالحب الخلی عن ذل والذل الخلی عن حب لا یکون عبادۃ وانما العبادۃ مایجمع کمال الامرین "عبادت ایسا اسم ہے جس میں کمالِ محبت اور اس کی انتہا اور اللہ کے سامنے کمال الذلہ اور اس کی انتہا پنہاں ہے۔ پس وہ محبت جس میں الذلہ نہ ہو اور وہ ذلت جس میں محبت نہ ہو عبادت کہلانے کی مستحق نہیں' بلکہ عبادت وہ ہے جس میں یہ دونوں چیزیں جمع ہوں"۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ عربی میں ذلت کے معنی پست ہو جانے اور بچھ جانے کے ہیں۔ (مرتب)

طرح سے اپنے لئے بہانے بناتا اور حیلے تراشتا ہے۔ تو قرآن حکیم یہاں ہر نوع کے بہانے اور حیلے کا سدِّباب فرماتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے اصل دعوت تو حضور ﷺ کی اُمّتِ اجابت و دعوت کو دینی ہے۔ ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ﴾ میں بات پوری آگئی تھی، لیکن فرمایا : ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ○﴾ "پس (اے نبیؐ) عبادت کیجئے اللہ کی اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔" یہاں "دین" کا ترجمہ اطاعت ہے۔ اس لفظ میں اطاعت کا مفہوم بھی شامل ہے۔ اسی لئے تقریباً تمام ہی متقدمین و متاخرین قرآن مجید کے مفسرین نے یہاں دین کا مفہوم اطاعت ہی بیان کیا ہے۔

یہاں اس بات پر زور دینا مقصود ہے کہ اللہ کے لئے اطاعت خالص ہو۔ یہ نہ ہو کہ کچھ اطاعت کسی کی اور کچھ اطاعت کسی اور کی، کچھ اللہ کی اور کچھ نفس کی، کچھ اللہ کی اور کچھ ایسے حاکموں کی جو اللہ کے احکام سے آزاد ہو کر کوئی حکم دے رہے ہوں۔ تو ایسی اطاعت خلوص و اخلاص کے ساتھ نہیں ہے، یہ ملاوٹ والی اطاعت ہے۔ ملاوٹ والی کوئی شے ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہوتی تو غور کا مقام ہے کہ ملاوٹ والی اطاعت اس اللہ عزوجل کے لئے کیسے قابل قبول ہو گی جو خالق و مالک ارض و سماوات ہے، جو الغنی ہے، جو الحمید ہے، جو الغیور ہے! اسی تاکید کے لئے فَاعْبُدِ اللّٰهَ کے فوراً بعد فرمایا : مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ "پس اللہ کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے (اس کی عبادت کرو)"۔

نبی اکرم ﷺ نے اس ضمن میں نہایت جامع اور مختصر الفاظ میں ہمیں ایک فارمولا عطا فرمادیا ہے کہ ہم اس کو روزمرہ معاملات پر منطبق (apply) کرسکتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے : ((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ)) "مخلوق میں سے کسی کی (ایسے معاملہ میں) اطاعت نہیں کی جائے گی جس سے خالق کی نافرمانی ہوتی ہو۔" اللہ کا ایک حکم ہے، والدین اس کے خلاف کوئی حکم دیں تو اطاعت نہیں ہو گی۔ اللہ کے حکم کے خلاف کوئی حکم اساتذہ دیں تو اطاعت نہیں ہو گی۔ اللہ کے حکم کے خلاف اقتدارِ وقت حکم دے تو اطاعت نہیں ہو گی ـــــ اس لئے کہ فرمانِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے کہ ((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ)) ہاں اللہ کے احکام کے دائرے

کے اندر اندر والدین کی بھی اطاعت ہو گی' اساتذہ کی بھی اطاعت ہو گی اور اقتدارِ وقت کی بھی۔ تمدنی زندگی میں اطاعت کا دائرہ بہت وسیع ہے جس میں اولی الامر بھی شامل ہیں' والدین بھی' اساتذہ بھی' مرشدین بھی' بیوی کے لئے اس کا شوہر بھی۔ ان کے علاوہ بہت سے اور بھی ـــــ ان سب کی اطاعت مباحات میں ہو گی۔ اللہ کے حکم سے آزاد ہو کر اطاعت کی جائے گی تو شرک لازم آئے گا۔

یہ ہے ان آیاتِ کریمہ کا اصل درس' حقیقی سبق' اصل دعوت اور واقعی انتباہ۔ ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ "سنتے ہو! اچھی طرح سن لو آگاہ ہو جاؤ" ـــــ قرآن مجید میں جہاں بھی "اَلَا" آیا ہے شاہ عبد القادر دہلوی نے اس کا بڑا پیارا ترجمہ کیا ہے۔ یہ آج سے تقریباً دو سو سال پہلے کا انداز ہے۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں "سنتا ہے!" تو یہ انداز بہت اچھا ہے۔ ﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ "سن رکھو' آگاہ ہو جاؤ! اللہ ہی کے لئے ہے خالص دین یعنی مخلصانہ اطاعت"۔ اگر کسی اور کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے آزاد ہو کر کی گئی' اسی طرح اگر اللہ کی محبت سے آزاد ہو کر کسی اور کی محبت کی آلائش شامل ہو گئی تو معاملہ تلپٹ ہو گیا' دگرگوں ہو گیا' اس میں ملاوٹ آ گئی۔ ہاں! اللہ کی محبت کے تابع اولاد سے محبت کرو کوئی ہرج نہیں' وطن سے محبت کرو کوئی ہرج نہیں' اپنے گھر سے محبت کرو کوئی ہرج نہیں۔ لیکن یہ کہ اللہ کی محبت کے برابر اپنے دل کے سنگھاسن پر کسی کی محبت کو بٹھالیا تو یہ شرک ہے ـــــ اور اگر کسی کی محبت اللہ کی محبت سے بڑھ گئی تو شرک سے بھی اوپر کا کوئی لفظ ایجاد کرنا پڑے گا' کیونکہ ایسا لفظ ہماری لغت میں نہیں ہے ـــــ برابر کا معاملہ ہو گیا تو یہ شرک ہو جائے گا۔

یہاں ایک بات اور جان لیجئے کہ اطاعت کے ساتھ محبت کا ذکر کس بنیاد پر کیا گیا ہے! اس کی پہلی بنیاد تو لفظ عبادت ہے' جس کی تشریح ہو چکی کہ اس میں تذلل کے ساتھ غایت درجہ کی دلی محبت کا مفہوم بھی شامل ہے۔ دوسرا بنیادی لفظ اطاعت ہے جو طوع سے بنتا ہے۔ ہم اردو میں بھی طوعاً و کرہاً بولتے ہیں۔ طوع کے معنی دل کی آمادگی کے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ دل کی آمادگی مستلزم ہے محبت کو۔

توحید فی العبادۃ کی اہمیت

سورۃ الزمر میں انفرادی توحید کا مضمون بڑی شدومد اور بڑی شان سے آیا ہے۔ ابتدائی تین آیات کا قدرے شرح و بسط کے ساتھ بیان ہو چکا۔ اب چند آیات مزید دیکھئے۔

کسی اہم بات کو emphasize کرنے کیلئے' اس پر زور دینے کیلئے' اس کو خوب اچھی طرح ذہنوں میں اتارنے کیلئے مختلف اسالیب سے اس کی تکرار اور اس کا اعادہ بھی ایک مؤثر ذریعہ بنتا ہے۔ وہی بات جو سورت کے آغاز میں آئی تھی آیت نمبر ۱۱ میں دوبارہ آ رہی ہے۔ وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور انشائیہ انداز تھا کہ : ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ ﴾ یہاں نبی اکرم ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے ﴿ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ ﴾ "اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم ہوا ہے" ﴿ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴾ "کہ میں اللہ کی بندگی اور پرستش کروں اطاعت کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے"۔ یہاں کس حکم کا ذکر ہے' اسی کا جو ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴾ کی صورت میں ابتدائے سورت میں آ گیا تھا۔

اگلی آیت نمبر ۱۲ میں اسی مضمون کے مفہوم و مقصود کو مزید واضح فرما دیا : ﴿ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ ﴾ "اور مجھے تو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے فرماں بردار میں خود بنوں"۔ یعنی اللہ کے احکام پر سب سے پہلے عمل پیرا میں خود ہوں۔ اللہ کے نواہی سے رُک جانے والا اور اللہ کے اوامر کو دل و جان سے بجالانے والا سب سے پہلے میں خود بنوں۔

آگے چلئے اور دیکھئے کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے' درآنحالیکہ آپؐ معصوم ہیں' کس طرح خشیت الٰہی اور اللہ کی نافرمانی پر خوفِ آخرت کا اظہار کرایا جا رہا ہے۔ فرمایا : ﴿ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ ﴾ "(اے نبیؐ) یہ بھی کہہ دیجئے کہ اگر میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کروں تو مجھے یومِ عظیم (آخرت) کے عذاب کا خوف اور اندیشہ ہے"۔ کون سے احکام کی نافرمانی سے خوف کا یہاں اظہار ہو رہا ہے

— یہاں دو ہی تو حکم آئے ہیں ' پہلا یہ کہ ﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴾ دوسرا یہ کہ ﴿ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ لیکن ان دونوں احکام نے پوری زندگی کے فکر و نظر اور رویّہ و عمل کا احاطہ کر لیا ہے۔ اب اگر عملی زندگی میں اس توحیدِ عملی کی ذرا سی بھی خلاف ورزی ہو جائے تو اس پر محبوبِ ربّ العالمین سے کہلوایا جا رہا ہے : ﴿ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ ﴾ اس میں دراصل اہل ایمان کے لئے انتہائی مؤثر انتباہ ہے۔

آگے فرمایا : ﴿ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ○ ﴾ "اے نبی! (پھر) کہہ دیجئے کہ مَیں تو اللہ ہی کی بندگی اور پرستش کرتا ہوں اس کے لئے اپنے دین اور اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔"

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ سے آپؐ کے اس عزمِ مصمّم اور ثبات و استقلال کا اعلان کرا دیا گیا کہ میری لائی ہوئی دعوتِ توحید کو کوئی قبول کرے یا نہ کرے ' مَیں تو ہر حال میں اللہ ہی کی مخلصانہ بندگی اور پرستش کرتا ہوں اور کروں گا۔ اور میری اطاعت اسی کے لئے مخصوص ہے اور رہے گی۔

تاکیدِ مزید

آگے اسی سورۂ مبارکہ کے ساتویں رکوع کی تین آیات (نمبر ۶۴ ' ۶۵ اور ۶۶) میں یہ مضمون پورے نقطۂ عروج (Climax) کو پہنچ گیا ہے۔ اس سے زیادہ تاکیدی اسلوب آپ کو کہیں نہیں ملے گا — فرمایا : ﴿ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ○ ﴾ "اے نبی (ﷺ)! کہہ دیجئے کہ اے جاہلو! (اے نادانو! اے حرص و ہوا کے بندو!) کیا تم مجھے یہ حکم (اور مشورہ) دے رہے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟" دیکھئے وہاں جو کشمکش چل رہی تھی ' اور وہ کشمکش توحید اور شرک کے مابین ہی تھی ' اس کشمکش میں نبی اکرم ﷺ پر دباؤ پڑ رہا ہے۔ سارے وفود جنابِ ابو طالب کے پاس کس لئے آئے تھے؟ ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ محمد (ﷺ) سے کہہ دو کہ ہم انہیں اپنا بادشاہ بنانے کے لئے بھی تیار ہیں ' اگر انہیں دولت درکار ہے تو اس کے انبار بھی ان

کے قدموں میں لگا دیتے ہیں' جہاں چاہیں' جس خاندان میں چاہیں بس اشارہ کر دیں ہم آپؐ کا وہاں نکاح کرنے کے لئے بھی آمادہ ہیں' لیکن آپؐ اپنی اس دعوت سے باز آجائیں ــــــ یہاں قریش کے ان بڑے بڑے سرداروں سے خطاب کیا جا رہا ہے اور خطاب بھی نہایت تیکھا اور تند و تلخ انداز میں اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ کے الفاظِ مبارکہ سے۔ یہ بڑا ثقیل انداز ہے جو قرآن نے براہِ راست خطبات میں اختیار کیا ہے۔ عام طور پر خطاب کا یہ انداز نہیں ہے' لیکن یہ موقع ہی ایسا ہے کہ اندازِ تخاطب دوٹوک ہو اور اس میں سختی ہو ــــــ ویسے لفظ جاہل کے عربی میں وہ معنی نہیں ہیں جو اُردو میں ہیں۔ اُردو میں جاہل اَن پڑھ کو کہتے ہیں۔ عربی میں جذبات اور خواہشات سے مغلوب کو جاہل کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ کا لفظ ہے حلیم۔ حلیم اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لیتا ہے' غور و فکر کرتا ہے' تحمل کرتا ہے' بردباری اختیار کرتا ہے اور عقل کی رہنمائی میں کوئی فیصلہ کرتا ہے' جبکہ جاہل وہ ہے جو اپنے جذبات اور خواہشات کے تابع ہو کر اقدام کرتا ہے ــــــ اس لئے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے اے حرص و ہوا کے بندو! یعنی اے خواہشات کے غلامو! ــــــ کیا تم رسول اللہ ﷺ سے یہ توقع رکھتے ہو اور ان کو یہ حکم اور مشورہ دینے کی جسارت کرتے ہو کہ آپؐ اللہ کے سوا کسی اور کو پوجیں یا اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی اور پرستش کریں ــــــ معاذ اللہ

توحید فی العبادۃ کی تاکید کی انتہا

آگے فرمایا : ﴿ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ "اور (اے نبیؐ!) یقیناً آپ کی طرف بھی وحی کی جا چکی ہے اور ان کی طرف بھی جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں' اگر بالفرض آپ نے بھی شرک کیا تو جان لیجئے کہ لازماً آپ کے سارے اعمال حبط اور اکارت ہو جائیں گے اور آپ بھی لازماً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے"۔ یہ بڑا چونکا دینے والا انداز ہے۔ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی ہے۔ اس میں شرک پر جس غیظ و غضب کا اظہار ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ انتہائی تاکید کے دو اسلوب یہاں موجود ہیں۔

یَحۡبَطُ اور تَکُوۡنُ سے پہلے لام تاکید اور پھر مزید تاکید کے لئے آخر میں نون مشدد لایا گیا ہے ـــــ میں نے ترجمہ میں یہ احتیاط کی ہے کہ لفظ "بالفرض" کا اضافہ کر دیا' کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے شرک کے ظہور کا کسی نوع کا کوئی امکان سرے سے نہیں ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ۔ لیکن بات میں زور پیدا کرنے اور قرآن مجید کی دعوتِ توحید کے مخاطبین اوّل اور تاقیامِ قیامت آنے والی نوعِ انسانی کو شرک کی شناعت سے متنبہ کرنے کیلئے یہ اسلوب اختیار کیا گیا کہ "اے محمد (ﷺ) اگر آپؐ بھی شرک کریں تو آپؐ کا مقام اور آپؐ کا مرتبہ' آپؐ کے محبوبِ ربّ العالمین ہونے کی حیثیت بھی آپؐ کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکے گی اور آپؐ کے تمام اعمال لازماً اکارت ہو جائیں گے اور آپؐ بھی لازماً زمرۂ خاسرین میں سے ہو جائیں گے" ـــــ یہ ہے توحید فی العمل کا تقاضا اور اس کی اہمیت ـــــ قرآن مجید کے ایسے مقامات کے مطالعہ ہی سے شاید علامہ اقبال نے یہ شعر کہا تھا ؎

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را!

آگے فرمایا : ﴿ بَلِ اللّٰهَ فَاعۡبُدۡ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ ۝ ﴾ "لہٰذا (اے نبیؐ) آپؐ بس اللہ ہی کی بندگی کیجئے اور اللہ کے شکر گزار بندوں میں سے بن جایئے"۔ یہ عبادت کی تاکید' اللہ کی بندگی اور پرستش کا مؤکد حکم ہے۔ یہاں عبادت سے مراد محض ارکانِ اسلام یعنی شہادتین' صلوٰۃ' صوم اور حج نہیں' بلکہ پوری زندگی اللہ کی بندگی میں بسر کرنا مراد ہے۔ اسی رویہ کی ایک تعبیر شکر ہے۔

خلاصۂ کلام

سورۃ الزمر کے تین مقامات سے تین' پھر چار اور پھر تین آیات' یعنی کل دس آیات کی قدرے تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انفرادی سطح پر عملی توحید کیا ہے۔ وہ ہے اللہ کا بندہ بن جانا ہمہ تن' ہمہ وقت' ہمہ جہت ـــــ اطاعت اسی کے لئے خالص ہو۔ دوسروں کی اطاعت کی جائے تو اس کی اطاعت کے تابع ہو کر کی جائے' اس سے آزاد ہو کر نہ کی جائے۔ بنیادی اور حقیقی شدید ترین محبت اللہ تبارک و

(باقی صفحہ ۷۶ پر)

مسلمان کا طرزِ حیات(۷)

علامہ ابوبکر الجزائری کی شہرۂ آفاق تالیف

"منهاجُ المُسلم" کا اردو ترجمہ

مترجم : مولانا عطاء اللہ ساجد

کتاب العقائد

نواں باب

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان

(گزشتہ سے پیوستہ)

اور فرمایا:

((اِنَّ الْجَنَّةَ حُرِّمَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ حَتّٰى اَدْخُلَهَا' وَحُرِّمَتْ عَلَى الْأُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتِيْ)) (۹)

"تمام انبیاء کے لیے جنت میں داخلہ منع ہوگا جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں' اور تمام اُمتوں کے لیے اس میں داخلہ منع ہوگا حتیٰ کہ میری اُمت داخل ہو جائے۔"

اور فرمایا:

((اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ' وَلَا فَخْرَ)) (۱۰)

"جب قیامت کا دن ہوگا تو میں انبیائے کرام کا امام ہوں گا' اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا' اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔"

اور فرمایا:

((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ)) (۱۱)

"قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا' اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی' اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری

شفاعت قبول کی جائے گی۔"

④ تورات اور انجیل جناب رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور آنحضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی گواہی دیتی ہیں۔ جناب موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی خوشخبری دی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

﴿ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ ﴾ (الصّف : ٦)

"اور جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں' اپنے سے پہلے والی تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا' اس کا نام احمد ہو گا۔"

اور فرمایا :

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۬ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ... ﴾

(الاعراف : ١٥٧)

"جو اس نبی اُمّی رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں' وہ انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے' اور ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور گندی چیزیں حرام کرتا ہے..."

اور تورات میں لکھا ہے :

"میں ان کے لیے انہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا' اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا' اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو' جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا' نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔"[۱۲]

یہ بشارت جو تورات میں آج بھی موجود ہے' وہ ہمارے نبی ﷺ کی رسالت اور ان کے واجب الاطاعت ہونے کی گواہی دے رہی ہے۔ یہ عبارت یہودیوں کے خلاف ایک

واضح دلیل ہے' اگرچہ وہ اس کا انکار کریں یا تاویل کریں۔ یہ ارشاد کہ "میں ان کے لیے تیری طرح ایک نبی برپا کروں گا" بلاشک وشبہ محمد ﷺ کی نبوت و رسالت پر دلالت کر رہا ہے' کیونکہ یہاں خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے اور وہ نبی اور رسول ہیں' اور جو کوئی ان کی مثل ہو گا وہ بھی نبی اور رسول ہی ہو گا۔ "ان کے بھائیوں میں سے" کے الفاظ بھی صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ اس بشارت سے جناب محمد ﷺ ہی مراد ہیں۔ اور یہ الفاظ کہ "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اور کسی پر صادق ہی نہیں آتے' کیونکہ آنحضور ﷺ ہی اللہ کا کلام قرآن پاک پڑھتے اور یاد کرتے تھے۔

اس کی تائید ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: "وہ انہیں سب کچھ بتائے گا"۔[۱۳] کیونکہ نبی کریم ﷺ نے غیب کی وہ وہ خبریں دی ہیں جو کسی اور نبی نے نہیں دیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے ماضی اور مستقبل کی بہت سی خبریں بیان کی ہیں۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق تورات میں آنحضور ﷺ کے اوصاف اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

> "اے نبی! ہم نے تجھے خوشخبری دینے والا' ڈرانے والا اور اَن پڑھ قوم کا محافظ بنا کر بھیجا ہے' تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے' میں نے تیرا نام متوکّل رکھا ہے —— وہ نہ سخت گو ہو گا نہ سخت دل' نہ بازاروں میں شور مچانے والا۔ وہ برائی کا جواب برائی سے نہیں دے گا' بلکہ معاف کر دے گا' درگزر کرے گا اور بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک فوت نہیں کرے گا جب تک ایک ٹیڑھی قوم کو اس کے ذریعے سیدھا نہ کر دے کہ وہ لا اِلٰہ اِلاّ اللہ کہنے لگیں۔ اللہ اس نبی کی وجہ سے اندھی آنکھوں کو' بہرے کانوں کو اور بند دلوں کو کھول دے گا۔"[۱۴]

تورات میں یہ بھی وارد ہے:

> "انہوں نے مجھے اللہ کے سوا دوسروں کے ذریعے غیرت دلائی اور اپنے باطل معبودوں سے مجھے غُصّہ دلایا۔ میں بھی انہیں دوسری قوموں کے ذریعے غیرت دلاؤں گا۔ میں انہیں جاہل قوم کے ذریعے غُصّہ دلاؤں گا۔"

جاہل قوم سے واضح طور پر عرب قوم مراد ہے' کیونکہ بعثتِ نبویؐ سے قبل یہ قوم بالکل جاہل تھی' حتیٰ کہ یہودیوں نے عربوں کا نام ہی اُمّی یعنی "اَن پڑھ" رکھ دیا تھا۔

تورات کی ایک اور عبارت پیش خدمت ہے:

"یہودا سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہو گا جب تک شیوہ نہ آئے۔ اور قومیں اس کی منتظر ہوں گی۔"(۱۵)

سوچنے کی بات ہے کہ اقوامِ عالم کو ہمارے نبی جناب محمد ﷺ کے سوا کس کا انتظار تھا؟ خصوصاً یہود تو حضور علیہ السلام کا شدت سے انتظار کر رہے تھے' جیسے کہ ان کے واضح اعترافات سے معلوم ہوتا ہے' لیکن حسد نے انہیں حضور ﷺ پر ایمان لانے سے اور حضور ﷺ کی اتباع کرنے سے روک دیا۔ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ: ۸۹)

"اور اس سے پہلے وہ کافروں پر فتح کی دعا کرتے تھے' پھر جب ان کے پاس وہ آگیا جسے انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا' تو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

انجیل میں بھی رسول اللہ ﷺ کے متعلق بشارتیں موجود ہیں' مثلاً:

۱۔ "ان دونوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو' کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔"(۱۶)

اس عبارت "آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے" میں جناب رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ خوشخبری موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آگیا ہے' کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ہی آسمان سے نازل شدہ قانون کے مطابق ایک سلطنت قائم کی' جو بجا طور پر "آسمانی بادشاہت" کہلانے کی مستحق ہے۔

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے شاگردوں کے سامنے ایک اور مثال بیان فرمائی' انہوں نے کہا:

"آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا

کرتے ہیں۔"(۱۷)

انجیل مقدس کی عبارت بعینہ وہی مفہوم ادا کرتی ہے جو قرآن مجید کی اس آیۂ مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے:

﴿... وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ﴾

(الفتح: ۲۹)

"اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح (بیان کی گئی) ہے جس نے اپنی سوئی نکالی' پھر اسے مضبوط کیا' پھر وہ موٹی ہوگئی' پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی' کاشت کرنے والوں کو اچھی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کا جی جلائے۔"

آیتِ مبارکہ میں مذکور اس کھیتی کے پودوں سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

۳۔ "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے' کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (۱۸) تمہارے پاس نہ آئے گا' لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا' اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔"(۱۹)

انجیل کا یہ جملہ پوری صراحت سے حضرت محمد ﷺ کی بشارت دیتا ہے۔ اگر محمد ﷺ **"فارقلیط"** کے لقب کا مصداق نہیں تو پھر اور کون ہے؟ حضور ﷺ کے سوا اور کون ہے جس نے لوگوں کو ان کی غلطیوں پر ٹوکا اور جھڑکا ہو؟ جب دنیا شر و فساد کے سمندر میں غرق تھی' اور بُت پرستی تمام لوگوں پر' حتیٰ کہ اہلِ کتاب پر بھی غالب آچکی تھی' اُس وقت کس نے آکر انہیں گمراہی سے روکا؟ محمد ﷺ کے علاوہ اور کون ہے جس نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چلے جانے کے بعد اللہ ربّ کائنات کی طرف بلایا ہے؟

عقلی دلائل

① اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے پہلے سینکڑوں اور ہزاروں نبی مبعوث فرمائے' پھر محمد ﷺ کے مبعوث فرمانے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

تورات کی ایک اور عبارت پیش خدمت ہے:

"یہوداسے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا جب تک شیوہ نہ آئے۔ اور قومیں اس کی منتظر ہوں گی۔"(۱۵)

سوچنے کی بات ہے کہ اقوامِ عالم کو ہمارے نبی جناب محمد ﷺ کے سوا کس کا انتظار تھا؟ خصوصاً یہود تو حضور علیہ السلام کا شدت سے انتظار کر رہے تھے' جیسے کہ ان کے واضح اعترافات سے معلوم ہوتا ہے' لیکن حسد نے انہیں حضور ﷺ پر ایمان لانے سے اور حضور ﷺ کی اتباع کرنے سے روک دیا۔ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (البقرۃ: ۸۹)

"اور اس سے پہلے وہ کافروں پر فتح کی دعا کرتے تھے' پھر جب ان کے پاس وہ آگیا جسے انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کردیا' تو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

انجیل میں بھی رسول اللہ ﷺ کے متعلق بشارتیں موجود ہیں' مثلاً:

۱۔ "ان دونوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو' کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔"(۱۶)

اس عبارت "آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے" میں جناب رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ خوشخبری موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آگیا ہے' کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ہی آسمان سے نازل شدہ قانون کے مطابق ایک سلطنت قائم کی' جو بجا طور پر "آسمانی بادشاہت" کہلانے کی مستحق ہے۔

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے شاگردوں کے سامنے ایک اور مثال بیان فرمائی' انہوں نے کہا:

"آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا

کرتے ہیں۔"(۱۷)

انجیل مقدس کی عبارت بعینہٖ وہی مفہوم ادا کرتی ہے جو قرآن مجید کی اس آیۂ مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے:

﴿... وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ﴾

(الفتح: ۲۹)

"اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح (بیان کی گئی) ہے جس نے اپنی سوئی نکالی' پھر اسے مضبوط کیا' پھر وہ موٹی ہو گئی' پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی' کاشت کرنے والوں کو اچھی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کا جی جلائے۔"

آیتِ مبارکہ میں مذکور اس کھیتی کے پودوں سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

۳۔ "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے' کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (۱۸) تمہارے پاس نہ آئے گا' لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا' اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔"(۱۹)

انجیل کا یہ جملہ پوری صراحت سے حضرت محمد ﷺ کی بشارت دیتا ہے۔ اگر محمد ﷺ "**فارقلیط**" کے لقب کا مصداق نہیں تو پھر اور کون ہے؟ حضور ﷺ کے سوا اور کون ہے جس نے لوگوں کو ان کی غلطیوں پر ٹوکا اور جھڑکا ہو؟ جب دنیا شر و فساد کے سمندر میں غرق تھی' اور بت پرستی تمام لوگوں پر' حتیٰ کہ اہلِ کتاب پر بھی غالب آچکی تھی' اس وقت کس نے آکر انہیں گمراہی سے روکا؟ محمد ﷺ کے علاوہ اور کون ہے جس نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چلے جانے کے بعد اللہ ربّ کائنات کی طرف بلایا ہے؟

عقلی دلائل

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے پہلے سینکڑوں اور ہزاروں نبی مبعوث فرمائے' پھر محمد ﷺ کے مبعوث فرمانے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

جب اس سلسلہ میں کوئی عقلی یا شرعی مانع موجود نہیں، پھر آنحضرت ﷺ کے تمام لوگوں کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجے جانے کا انکار کرنے کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے؟

(۲) رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا کے حالات اس قسم کے تھے جو ایک نئی آسمانی رسالت کا تقاضا کرتے تھے، ان حالات میں ایک رسول کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ تمام انسانیت کو نئے سرے سے اپنے خالق سے روشناس کرایا جائے۔

(۳) اسلام جس تیزی سے دنیا میں پھیلا اور جس طرح تمام اطراف و اکناف کے لوگوں نے اسے قبول کیا اور دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر اس کی طرف مائل ہوئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ واقعتاً اللہ کے نبی تھے۔

(۴) جناب رسول اللہ ﷺ نے جو اصول و ضوابط دنیا کے سامنے پیش کیے ان کا سچ اور قابلِ عمل ہونا ثابت ہو چکا ہے، اور عملی طور پر ان کے انتہائی بابرکت اور مفید نتائج سامنے آ چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصول و قوانین اللہ کے نازل کئے ہوئے ہیں اور انہیں لانے والے واقعی اللہ کے رسول اور نبی ہیں (ﷺ)۔

(۵) آنحضرت ﷺ سے ایسے خرقِ عادت امور اور معجزات ظاہر ہوئے ہیں جن کا صدور کسی نبی اور رسول سے ہی ممکن ہے۔ اور عقل ان معجزات کا غیر نبی سے ظاہر ہونا محال قرار دیتی ہے۔

اب نبی کریم ﷺ کے چند ایک معجزات بطورِ مثال ذکر کیے جاتے ہیں جو بکثرت صحیح اسناد سے حدیثوں میں وارد ہیں۔ اور کثرتِ روایت کی وجہ سے یہ احادیث متواتر کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔ ان کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو عقل و فہم کی نعمت سے محروم ہو۔

(۱) **شقِّ قمر:** ولید بن مغیرہ اور بعض دوسرے قریشی کافروں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ کوئی معجزہ دکھایا جائے جس سے آپؐ کا دعویٰ نبوت و رسالت سچ ثابت ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اشارے پر چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے ایک طرف اور دوسرا پہاڑ کے دوسری طرف نظر آنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: "گواہ رہو"۔ قریش نے دوسرے علاقوں کے رہنے والے

لوگوں سے بھی پوچھا کہ کیا انہوں نے بھی شق قمر کا مشاہدہ کیا ہے؟ تو وہاں سے آنے والے لوگوں نے تصدیق کی کہ واقعی انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔(۲۰)
اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ... ﴾ (القمر : ۱۔۳)

"قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اگر یہ لوگ کوئی نشانی دیکھ لیں تو اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ انہوں نے (حق کو) جھٹلادیا ہے اور اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کی ہے۔"

(۲) غزوۂ احد میں جنگ کے دوران حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر زخم لگا اور وہ اپنے حلقہ سے نکل کر رخسار پر لٹک آئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے اسے دوبارہ اس کی جگہ رکھ دیا اور وہ بالکل صحیح ہوگئی' بلکہ اس کی قوت پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی۔

(۳) جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھتی تھیں' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعاب مبارک لگایا تو وہ ایسی ٹھیک ہوگئیں گویا کبھی کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔(۲۱)

(۴) غزوۂ بدر میں حضرت ابنِ حکیم رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھونک ماری تو وہ فوراً صحیح ہوگئی اور کبھی اس میں تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔(۲۲)

(۵) ایک بدّو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اے اعرابی! کہاں جارہے ہو"؟ اس نے کہا: "گھر جارہا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں کوئی بھلائی چاہیئے؟" اُس نے کہا: "کون سی بھلائی؟" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس بات کا اقرار کرلو کہ اکیلے لاشریک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔" اعرابی نے کہا: "آپ کی اس بات کی گواہی کون دیتا ہے؟" حضور علیہ السلام نے وادی کے کنارے اُگے ہوئے ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے کہا: "یہ درخت"۔ وہ درخت فوراً زمین پھاڑتا ہوا آیا اور حضور علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اس درخت سے گواہی طلب کی اور درخت نے اسی طرح

گواہی دی جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔[۲۳]

(۶) کھجور کا خشک تنا آنحضرت ﷺ کے فراق کی وجہ سے غم زدہ ہوا اور اس طرح آواز کے ساتھ رویا کہ مسجد نبوی میں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے رونے کی آواز سنی۔[۲۴] واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو کھجور کے اس تنے کو منبر کے طور پر استعمال فرماتے تھے۔ جب آنحضور ﷺ کے لیے منبر تیار ہو گیا تو کھجور کا تنا غم فراق کی وجہ سے رونے لگا۔ اور اس سے ایسی آواز آئی جیسے گابھن اونٹنی بولتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا، تب وہ خاموش ہوا۔

(۷) آنحضرت ﷺ نے ایران کے کافر بادشاہ کسریٰ کے متعلق دعا فرمائی کہ اس کی حکومت منتشر ہو جائے۔ چنانچہ اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔[۲۵]

(۸) آنحضور ﷺ نے جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دعا دی[۲۶] کہ انہیں دین کا فہم حاصل ہو۔ چنانچہ یہ عظیم صحابیؓ "حِبر الاُمّة" یعنی "اُمت کے عالم" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(۹) حضور علیہ السلام کی دُعا سے کھانا زیادہ ہو گیا۔ مثلاً ایک بار نصف صاع جَو کے آٹے سے تیار ہونے والی روٹی سے اَسّی آدمی سیر ہو گئے۔[۲۷]

(۱۰) حضور علیہ السلام کی دعا سے پانی میں برکت واقع ہوئی۔ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی کی قِلّت کا سامنا ہوا اور پینے کے لیے بھی پانی نہ رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آنحضور ﷺ ایک برتن میں موجود پانی سے وضو کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: حضور! ہمارے پاس صرف یہی پانی بچا ہے جو آپ کے برتن میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو انگلیوں کے درمیان سے اس طرح پانی نکلنے لگا گویا چشمے جاری ہو گئے ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور پیاس بھی بجھائی۔ اس سفر میں صحابہ کرامؓ کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی۔[۲۸]

(۱۱) معراج کے موقع پر حضور ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے گئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اور جب اس طویل سفر سے

واپس آئے تو حضور علیہ السلام کا بستر مبارک ابھی گرم تھا۔ (۲۹)

(۱۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین معجزہ قرآن مجید ہے۔ اس میں سابقہ اقوام کے حالات بھی درج ہیں اور مستقبل کے واقعات بھی موجود ہیں۔ اس میں ہمارے اختلافات کا حل موجود ہے۔ اس میں دائمی راہنمائی اور نور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم ترین معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک حضور علیہ السلام کی دائمی نبوت کی دلیل بنا رہے گا' اور قیامت تک بندوں پر اللہ کی حجت کے طور پر قائم رہے گا اور حضور علیہ السلام کی سچائی کی گواہی دیتا رہے گا۔

چنانچہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے بھی معجزات عطا ہوئے قرآن مجید ان سب سے بڑا معجزہ ہے' اور آپ کی نبوت پر جو دلائل نازل ہوئے قرآن مجید ان سب سے بڑھ کر ہے۔ اسی مقدس کتاب کے بارے میں صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلاَّ وَقَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ' وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِىْ اُوْتِيْتُهُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَىَّ ' فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (۳۰)

"ہر نبی کو معجزات دیئے گئے جن کی وجہ سے کم یا زیادہ لوگ ایمان لائے۔ مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل کی۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے متبعین سب نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔"

حواشی

(۹) سنن دار قطنی۔ اس کی متعدد سندیں ہیں' جن کی وجہ سے یہ حدیث حسن کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔

(۱۰) جامع الترمذی و سنن ابن ماجة و مسند احمد (۱۳۷/۵' ۱۳۸)۔

(۱۱) صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق۔

(۱۲) کتاب استثناء' باب ۱۸' فقرہ ۱۸' ۱۹

(۱۳) عربی بائبل میں یہ الفاظ ہیں: "وَيُكَلِّمُهُمْ بِكُلِّ مَا اُوْصِيْهِ بِهِ" جس کا ترجمہ یوں ہے: "وہ انہیں ہر بات بتائے گا جس کا میں اسے حکم دوں گا"۔ اردو بائبل میں عبارت یوں ہے: "اور جو کچھ

میں اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا"۔ مصنف نے عربی بائبل کی عبارت سے دلیل لی ہے۔

(۱۴) صحیح البخاری' کتاب البیوع' باب کراھیۃ الصخب فی السوق۔ بائبل میں کتاب "یسعیاہ" کے باب ۴۲ کے فقرات نمبرا تا۸ کی عبارت اس حدیث سے کافی مشابہ ہے۔

(۱۵) کتاب پیدائش' باب ۴۹ فقرہ ۱۰۔ "شیوہ" عبرانی زبان کا لفظ ہے' جس کا معنی ہے "سلامتی" اور اس سے دین اسلام مراد ہے۔

(۱۶) انجیل متی' باب ۳' فقرہ ۱'۲

(۱۷) انجیل متی' باب ۱۳' فقرہ ۳۱' ۳۲۔

(۱۸) یونانی بائبل میں لفظ "فارقلیط" ہے' جس کا مطلب ہے: "بہت تعریف والا" اور یہی مطلب "محمد" اور "احمد" کا ہے۔

(۱۹) انجیل یوحنا' باب ۱۶' فقرہ ۷' ۸۔

(۲۰) شقِ قمر کی احادیث صحیحین میں موجود ہیں۔ مثلاً صحیح البخاری' کتاب المناقب' باب سوال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ آیۃً فاراھم انشقاق القمر' کتاب التفسیر' باب تفسیر ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾ اور دیگر ابواب۔ کتاب صفات المسلمین' باب انشقاق القمر

(۲۱) صحیح البخاری' کتاب الجھاد' باب دعوۃ الیھود والنصاری (اور دیگر ابواب) صحیح مسلم' کتاب الجھاد' باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا۔

(۲۲) جنگ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر پھونک ماری اور انہیں صحت ہوگئی۔ دیکھئے صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ خیبر۔

(۲۳) سنن الدارمی' باب ما اکرم اللّٰہ بہ نبیہ من ایمان الشجر بہ والبھائم والجن۔

(۲۴) تفصیلی واقعہ کے لیے دیکھئے صحیح البخاری' کتاب الجمعۃ' باب الخطبۃ علی المنبر۔

(۲۵) صحیح البخاری' کتاب العلم' باب ما یذکر فی المناولۃ۔

(۲۶) صحیح البخاری' کتاب الوضوء' باب وضع الماء عند الخلاء۔ صحیح مسلم' کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل عبداللّٰہ بن عباس۔

(باقی صفحہ ۶۹ پر)

قیامِ اسرائیل اور نیو ورلڈ آرڈر

معروف سعودی دانشور ڈاکٹر سفر الحوالی کی تہلکہ خیز کتاب

کی سلسلہ وار اشاعت ـــــ قسط اوّل

عرضِ مترجم

اللہ کے لئے دوستی اور اسی کے لئے دشمنی کی کہانی اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی گمراہی کی کہانی۔ ایک مدت تک راہ راست پر چلنے کے بعد یک لخت انسانوں کے ایک ٹولے نے شیطانی بہکاوے میں آکر گمراہی کی راہ اختیار کی اور عقائد و تصورات کی بنیاد پر ازلی معرکہ شروع ہو گیا۔ اُس وقت سے لے کر آج تک خیر اور شر کی قوتیں باہم بر سر پیکار ہیں۔ اللہ پر ایمان لانے والوں کے ساتھ خیر کی تمام قوتیں ہیں۔ مؤمن اور پوری کائنات اطاعت کے بندھن میں فطرت کے اس آہنگ میں بندھے ہیں جس نے سر مو انحراف کرنا نہیں سیکھا۔ فرشتے اور خدا کی بنائی ہوئی پاک ارواح ان کی خیر خواہ ہیں اور صبح و شام ان کے لئے برکات نازل ہوتی ہیں۔ ﴿ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ ﴾ دوسری طرف جاہلی تصورات اور جاہلی اقدار ہیں جو ابلیس کے جلو میں شر کی تمام قوتوں کے ساتھ صف آراء ہیں۔ جاہلی قوتوں میں بُت پرستوں کے علاوہ اہل کتاب بھی ہیں جو کبھی مؤمن تھے اور توحید پرستوں میں شامل تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی توحید میں انحراف کی وجہ سے انسان کی رہنمائی کی ذمہ داری اُمّتِ محمدّیہ (علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام) کو سونپ دی اور یہودیوں پر خدا کا نہ ختم ہونے والا غضب نازل ہوا۔ نصاریٰ نے گمراہی کی راہ اپنائی۔ تب سے یہ نام نہاد توحید پرست خدا کے اختیار پر تیغ پا ہیں اور مؤمنین کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

جناب سفر الحوالی کا یہ خطبہ قیامِ اسرائیل کے تناظر میں عقیدہ ''ولاء'' اور ''براء'' یعنی دوستی اور بیزاری کو اجاگر کرتا ہے، جسے مسلمان سقوطِ خلافت کے بعد فراموش کر چکے ہیں۔ اُمّتِ محمدیہ ؐ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمان اپنے ازلی دشمن کی پہچان سے محروم ہو

گئے ہیں جبکہ اہل کتاب زمین کے چپے چپے پر کمین گاہیں بنائے ہوئے ہیں۔

فاضل مقرر نے یہ خطبہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں منعقد ہونے والی مشرقِ وسطیٰ امن کانفرنس کے پس منظر میں دیا تھا' جس کی افادیت میں کئی سال گزرنے کے بعد بھی ذرا کمی نہیں آئی ' بلکہ حالات و واقعات نے ان خطرات کو نمایاں کر دیا ہے جن کی بابت خطبہ میں اشارہ کیا گیا تھا۔ مذکورہ بالاسہ روزہ کانفرنس سپین (اندلس) کے دارالحکومت میڈرڈ میں امریکہ اور روس کی مشترکہ کوششوں سے بلائی گئی تھی۔ کانفرنس کی اہمیت کا اندازہ شرکاء کی شمولیت سے لگایا جا سکتا ہے جن میں امریکہ کی جانب سے صدر بش اور وزیر خارجہ جیمز بیکر اور روس کی جانب سے میخائل گورباچوف اور وزیر خارجہ ایڈورڈ شیورڈ ناتزے 'جبکہ اسرائیل کی نمائندگی وزیراعظم اسحاق شمیر نے کی۔ ۴۵ سال کے بعد پہلی مرتبہ عرب ممالک شام' مصر' اردن' لبنان اور فلسطین مذاکرات کی میز پر بیٹھے۔ مبصرین کے خیال میں مشرقِ وسطیٰ امن کانفرنس سے تین مقاصد حاصل کئے گئے تھے۔

ا) عرب ممالک کے مابین پھوٹ ڈلوانا اور پہلے سے بگڑے تعلقات کے بگاڑ میں مزید اضافہ کرنا۔

ب) اسلامی ملکوں سے اسرائیل کو تسلیم کروانے کی راہ ہموار کرنا۔

ج) اقوامِ متحدہ کی متفقہ قراردادوں کے علاوہ کسی اور پلیٹ فارم سے مسئلے کا نئی بنیادوں پر حل نکالنا۔

فلسطینی رہنما اس کانفرس کو "قدُس کی فروخت" سے موسوم کرتے ہیں۔

اسلامی ممالک نے مسئلہ فلسطین کو ہمیشہ سیاسی اور نسلی رنگ دینے کی کوشش کی ہے جس سے عام مسلمان کے ذہن میں قبلہ اوّل کی بجائے مسئلہ فلسطین اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ فاضل مقرر کے نزدیک اسرائیل کا قیام نہ صرف "ولاء" و "براء" کے عقیدہ سے متعلق ہے' جس کی ابتداء نوح علیہ السلام کی نبوّت سے پڑی تھی' بلکہ موجودہ زمانہ میں نیو ورلڈ آرڈر بھی اسی عقیدہ کا تسلسل ہے۔ مسئلہ فلسطین سیاسی نہیں ایمان کا مسئلہ ہے۔ یہود و نصاریٰ نے قبلہ اوّل پر کاری ضرب لگانے کے بعد قبلہ دوم پر بھی اپنا پنجہ استبداد ڈال دیا ہے۔ چنانچہ امریکی افواج حجاز کی مقدس سرزمین پر اپنے ناپاک قدم گاڑ چکی ہیں۔ نیو ورلڈ

آرڈر قبلتین پر قبضے کے بعد قبلتین پر ایمان رکھنے والوں کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مصر اور الجزائر کے بعد سعودی عرب کی جیلیں بھی بے گناہ مسلمانوں سے بھرتی جا رہی ہیں۔ امریکہ میں عمر عبدالرحمٰن پابندِ سلاسل ہیں تو فلسطین میں احمد یاسین' یہاں تک کہ فاضل مقرر کو بھی بلا کسی قانونی جرم کے جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ خطیبِ اُمّت کی زبان پر تالے ڈال دیئے گئے ہیں جن کی آڈیو کیسٹ سے دُنیا بھر کے مسلمان اپنے ایمان کی آبیاری کرتے رہے ہیں اور قریب تھا کہ اُمّت کے ہر فرد تک یہ کیسٹیں پہنچ جاتیں اور مسلمانوں کو بیدار کرنے میں فیصلہ کن کردار ادا کرتیں مگر آج ان کیسٹوں تک رسائی محال کر دی گئی ہے۔ دعوت بذریعہ کیسٹ کا رواج انہی کا مرہونِ منّت ہے۔ انہوں نے یہ طریقہ مسلمانوں پر الیکٹرانک میڈیا کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اختیار کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیسٹیں گھر گھر سنی جانے لگیں اور نیو ورلڈ آرڈر کے علم برداروں کو کھٹکنے لگیں اور چند سالوں کے بعد کیسٹوں پر پابندی عائد کر دی گئی اور ان کے خلاف سازشیں تیار ہونے لگیں۔ ان کے علاوہ دوسرے بے شمار علماء پر بھی سعودی حکومت کا عتاب نازل ہوا اور انہیں اُمّت کو بیدار کرنے کی پاداش میں جیل میں بند کر دیا گیا۔

فاضل مقرر کا پورا نام سفر بن عبدالرحمٰن الحوالی ہے۔ جائے پیدائش جنوبی طائف میں باحہ کا قصبہ اور تاریخ پیدائش ۱۳۷۰ھ الموافق ۱۹۵۰ء ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ غامد سے ہے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے بی اے کرنے کے بعد اُمّ القریٰ یونیورسٹی مکۃ المکرمہ میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۸۱ء میں ایم اے کے امتحان میں اوّل آئے۔ ایم اے میں ان کے مقالے کا موضوع سیکولرازم تھا جو اب تک اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات میں سب سے نمایاں مقالہ ہے۔ ۱۹۸۶ء میں پی ایچ ڈی کی سند اُسی یونیورسٹی سے حاصل کی اور اوّل آنے والے مقالے کا موضوع "الارجاء فی الاسلام" (اسلامی تصورات میں مرجئہ کے عقائد) تھا۔ اُمّ القریٰ میں ہی پہلے معلّم اور بعد ازاں "شعبۂ عقیدہ" کے چیئرمین بنے اور اسے یونیورسٹی کا ایک مثالی شعبہ بنا دیا۔

جناب سفر الحوالی پر مصائب اس وقت ٹوٹے جب انہوں نے اُمّت کو بیدار کرنے کے لئے پے در پے آڈیو کیسٹ' کتابچوں اور اپنے علمی مقالات سے مسلم دُنیا میں تہلکہ مچا دیا اور بیسویں صدی کے آخر میں مقبول ترین قائدین میں شمار ہونے لگے۔ جنگِ خلیج کے

دنوں میں انہوں نے عالمِ اسلام کو خبردار کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ یہ حملہ نیو ورلڈ آرڈر کا حصّہ ہے اور اسلامی ممالک کی بجائے امریکی افواج کو بلانا دراصل حرمین ان کے قبضہ میں دینا ہے' کیونکہ خلیجی ممالک پر قبضہ جمانا امریکہ کی دیرینہ خواہش رہی ہے اور برسوں سے اس کی منصوبہ بندی کی جا رہی تھی۔ بعد ازاں مجلس کبار علماء کو' جو حکومت سعودی عرب کی طرف سے مقرر کردہ علماء کرام کی کمیٹی ہے' ایک کھلا خط لکھا جو عربی متن میں ۷۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ خط کا عنوان "وعد کسنجر" تھا۔ خط کا متن حکومتی موقف کے خلاف تھا' اس لئے حکومت نے انہیں اُمّت کی خیر خواہی کے جرم میں ۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء کو جیل میں قید کر دیا۔ عالم کی موت اس کی زبان بندی سے واقع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد از جلد رِہا ہو کر اصلاحِ اُمّت اور اس کی شیرازہ بندی کا فریضہ انجام دیں۔ (آمین)

زیر نظر ترجمہ آڈیو کیسٹ سے کیا گیا ہے جو طلب کرنے پر دستیاب ہو سکتی ہے۔ تقریر کا متن کتابی شکل میں "الوعد الحق والوعد المفتریٰ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

زیر نظر ترجمہ تقریر سے کیا گیا ہے جسے تحریری قالب میں ڈھالتے ہوئے کوتاہیاں سرزد ہونا یقینی امر ہے' تاہم حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ موضوع کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔ تقریر میں کتابوں اور شخصیات کے نام عربی میں بیان ہوئے تھے' ہم نے تلاش بسیار کے بعد کتابوں کے عنوان اور شخصیات کے نام انگریزی میں تحریر کئے ہیں۔

پاکستان میں بیشتر قارئین کے لئے سفر الحوالی کا نام نیا ہے۔ اگرچہ وہ بطور مصنّف' خطیب' داعی اور مفکر ایشیا سے یورپ تک جانے جاتے ہیں' لیکن ہمارے ملک میں انہیں اب تک متعارف نہیں کرایا گیا۔ ان جیسے دیگر مفکرین اور قائدین بھی عرصہ دراز سے اصلاحِ اُمّت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں' جن سے رہنمائی حاصل کرنے میں نہ صرف ہمارے قائدین کی فہرست میں اضافہ ہو گا بلکہ جغرافیائی اور گروہی افکار سے نکل کر عالمی اور اُمّت کی سطح پر آنے کا موقع بھی ملے گا' برسوں سے چھائی مایوسی کے بادل چھٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ برابر مسلمانوں کی اصلاح کے لئے رہنما پیدا کر رہا ہے جو آخر کار دنیا بھر کے مسلمانوں کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قیادت فراہم کر سکیں گے۔ (ان شاء اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عداوت کا آغاز

عزیز بھائیو! آج کا موضوع ہمارے روز مرہ کے حالات وواقعات سے دوراز کار نہیں۔ یہ موضوع نہ صرف ہماری روزِ مرہ مجالس میں کی جانے والی گفتگو کا حصہ ہے بلکہ اخبار و رسائل اور دوسرے ذرائع ابلاغ بھی اس بڑے واقعے کو قلم بند کرنے میں مشغول ومصروف رہے ہیں' اس مسئلہ کو مشرق وسطیٰ امن کانفرنس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے' یعنی یہودو عرب کے مابین امن سمجھوتہ۔ آج ہم اسی امن کانفرنس کو زیر بحث لائیں گے۔

میڈرڈ کانفرنس میں جو کچھ ہوا بلاشبہ وہ اپنی نوعیت کا ایک تاریخی واقعہ ہے' جس کا اندازہ آپ نہ صرف مغربی ابلاغ عامہ سے لگا سکتے ہیں' جنہوں نے اس کانفرنس کو خوب کورَیج دی ہے' بلکہ دیگر ممالک کے ابلاغ عامہ نے ملکی اور داخلی مسائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ اس واقعے پر مرکوز رکھی۔ قائدین' صحافی' اخباری نامہ نگار' ادیب یہاں تک کہ عوام الناس سب کانفرنس کی کاروائی سے لحہ بہ لحہ باخبر اور منسلک رہے۔ عزیز بھائیو! آخر اس سارے انہماک میں کیا راز پوشیدہ تھا؟ شاید آپ سمجھتے ہوں کہ اس کانفرنس میں دو متنازع فریقین کے درمیان صلح کرائی گئی ہو گی؟ جبکہ ایسی کوئی بات نہیں۔

برادرانِ محترم! جو کچھ میڈرڈ کانفرنس میں ہوا وہ دراصل پیہم مرحلوں کی ایک طویل داستان ہے۔ میڈرڈ ایک لمبے سفر کی گاڑی کا درمیانی اسٹیشن ہے ـــــ وہ گاڑی جو آج سے دو ہزار سال پہلے روانہ ہوئی اور اگر زیادہ دور جانا چاہیں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ گاڑی آج سے پانچ ہزار سال پہلے چلی ـــــ جیساکہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے ـــــ اور قیامت تک چلتی رہے گی۔ میڈرڈ اور اس کے بعد واشنگٹن اس لمبے سفر میں مختصر دورانیے کے اسٹاپ ہیں۔ یہ طویل سفر دراصل اُس عہد کی طرف طے کیا جارہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے باندھا اور آپؑ کے بعد آپؑ کی

صالح اولاد سے باندھا۔ یہ وہ عہد ہے جس پر اعتقاد رکھنے والے دُنیا کے تینوں آسمانی ادیان کے پیروکار ہیں۔ مسلمان اپنے حق میں اس عہد کے دعوے دار ہیں جس کی تائید کتابُ اللہ سے بھی ہوتی ہے اور احادیث سے بھی' جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے۔ دوسری طرف یہود و نصاریٰ ہیں جو اس عہد کی بابت ایک اور نقطۂ نظر رکھتے ہیں جو سراسر اللہ تعالیٰ پر بہتانِ عظیم ہے۔ نتیجتاً ان تینوں ادیان کے مابین کشمکش در آئی ہے جس کی نوعیت نہ تو قومی تعصبات جیسی ہے اور نہ ملکوں کے درمیان جو کھینچا تانی ہوتی ہے اس جیسی ہے' بلکہ یہ کشمکش دو وعدوں کے درمیان ہے' وعدۂ حق اور وعدۂ باطل۔ جس کے نتیجے میں یہ کشمکش دو عقیدوں کے درمیان بنتی ہے' عقیدۂ توحید جس کے داعی ابراہیم علیہ السلام تھے اور مجدّد محمد صلی اللہ علیہ وسلم' اور تجدیدِ نو کے لئے عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں تشریف لائیں گے۔ اور دوسرا عقیدہ شرک' جھوٹ اور خرافات جس کے بانی عیسائی راہب اور یہودی پیشوا ہیں جنہوں نے من گھڑت باتیں بنا کر کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں' حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے ہرگز نہیں۔

سب سے پہلے اس تنازعے کی بنیاد رکھنے والے یہودی پیشوا ہیں' اس کے بعد سینٹ پال (Saint Paul) اور پھر دیگر گمراہ اور گمراہ کرنے والے پادری آتے ہیں' یہاں تک کہ تھیوڈور ہرتشل (Theodor Herzl) اور اس کے پیروکاروں کا زمانہ آجاتا ہے۔ پھر آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہونے پر اس تنازعے کا آخری مرحلہ مکمل ہونا ہے۔ اور دونوں مسیحوں کے ٹکرانے سے یہ طویل اور ازلی معرکہ ختم ہوگا ـــــ مسیح ابنِ مریم اور مسیحِ دجّال' جو دراصل دو اُمّتوں کے سردار ہیں اور دونوں ایک ہی وعدے کے اپنے حق میں ہونے کے دعوے دار ہیں۔ معرکے کا ایک فریق اُمّتِ مسلمہ ہے اور دوسرا فریق اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ ہیں۔

برادرانِ گرامی! اس کانفرنس کا انعقاد دراصل سچّے وعدے کو جھٹلانے اور اس سے کفر کرنے کے لئے اور جھوٹے وعدے کی تائید اور اس پر ایمان قائم رکھنے کے لئے کیا گیا۔ اس لئے میڈرڈ کانفرنس میں جو کچھ طے پایا وہ کسی سنجیدہ شخص کے لئے نہ تو صلح کے بیانات ہیں اور نہ ہی صلح کی قرار دادیں' جیسا کہ ہم قطعی دلائل اور براہین سے ثابت

کریں گے۔ جھوٹے وعدے کی تائید ہی اس کانفرنس کا بنیادی اور اساسی نکتہ ہے۔ لہٰذا ہمیں اس بات سے زیادہ سروکار نہیں کہ کانفرنس میں کیا کہا گیا یا اس پر کتنا عمل درآمد کیا جائے گا۔ اگرچہ ہم کانفرنس کے مندرجات کو بھی تھوڑا بہت زیرِ بحث لائیں گے لیکن ہمارا اصل موضوع کانفرنس کا بنیادی اور اساسی نکتہ ہی رہے گا۔

محترم بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خطّۂ شام کو خاص فضیلت بخشی ہے۔ سورۃ التّین میں ارشاد فرمایا : ﴿ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ ﴾ "قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طورِ سینا اور اس پُرامن شہر (مکّہ) کی۔"

اسی خطّہ میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بسایا' جہاں سے اس عہد کا آغاز تقریباً پانچ ہزار سال پہلے ہوا اور اس معرکے کی بنیاد پڑی' وہ ابراہیمؑ جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور انہیں انسانوں کا امام بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کی خطّۂ شام میں آمد سے ہی اس تنازعے کی بنیاد پڑ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مکّہ مکرمہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم بھی اسی علاقے میں دیا جہاں پہنچ کر آپؑ نے بیت عتیق کی تعمیر نو فرمائی' جس کا قِصّہ آپ سب جانتے ہیں۔ تینوں مذاہب کے پیروکاروں کی باہمی مخاصمت و محاربت کا آغاز ابراہیم علیہ السلام کی شام کے خطہ میں ہجرت سے ہی ہو گیا تھا۔ یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں ابراہیم علیہ السلام سے یہ عہد باندھا تھا۔ مَیں آپ کے سامنے تورات کی اصل عبارت پڑھتا ہوں جن سے یہودی اس وعدے کی بابت استشہاد لیتے ہیں۔ جہاں تک سچے وعدے کا تعلق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء سے کر رکھا ہے تو اسے آپ سب جانتے ہیں۔ ابھی نماز کے دوران امام صاحب نے اس وعدے سے متعلقہ چند آیات بھی تلاوت کیں جن کی تفسیر تقریر کے آخر میں آئے گی۔ پہلے ہم یہودیوں کے اس وعدے کی تاریخی سند بیان کرتے ہیں جسے وہ ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں' پھر ہم اس کے متعلق مغرب کا موقف جاننے کی کوشش کریں گے اور یہ جاننے کی بھی کوشش کریں گے کہ اہلِ مغرب یہ موقف کیوں رکھتے ہیں۔

تورات کی "کتاب پیدائش" کے آغاز میں ایک عجیب و غریب واقعہ آتا ہے جس میں نوح علیہ السلام سے ایک عہد باندھنے کا قِصّہ ذکر کیا گیا ہے۔ ہم اس عہد کی تاریخ نوح علیہ السلام کے

زمانہ سے بیان کرتے ہیں' کیونکہ یہ اگلے واقعہ کو سمجھنے کے لئے کلید ہے جس میں یہی عہد ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیان ہو گا۔ تحریف شدہ تورات کی عبارت ملاحظہ ہو :

"اور نوح کاشت کاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آکر خبر دی۔ تب سام اور یافث نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے کندھوں پر دھرا اور پیچھے کو الٹے چل کر گئے اور اپنے باپ کی برہنگی ڈھانکی' سوان کے منہ اُلٹی طرف تھے اور انہوں نے اپنے باپ کی برہنگی نہ دیکھی۔ جب نوح اپنی مے کے نشہ سے ہوش میں آیا تو جو اس کے چھوٹے بیٹے نے اس کے ساتھ کیا تھا اسے معلوم ہوا۔ اور اس نے کہا کنعان ملعون ہو' وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہو گا۔ پھر کہا خداوند سام کا خدا مبارک ہو۔"(1)

آیاتِ مذکورہ میں سام کے لئے تو برکت کی دعا ہے جبکہ کنعانیوں کو ملعون ٹھہرایا گیا ہے اور سامیوں کے لئے کنعانیوں کی غلامی کا ذکر بطورِ تاکید تین مرتبہ کیا گیا ہے۔

تورات کی اصطلاح میں کنعان سے مراد عربوں کا جدِّ امجد ہے۔ عربوں میں کنعانی نسل کا ہونا گو تاریخی طور پر ثابت ہے' مگر کنعان کا ذکر بطورِ خاص کیا گیا ہے اور اسے ملعون ٹھہرایا گیا ہے' حالانکہ نوح علیہ السلام کی اس مذکورہ دعا کے وقت کنعان سرے سے پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ تورات میں انبیاء کی بابت یہ توہین آمیز آیات کتاب کے ابتدائی ابواب میں درج ہیں جس سے اہلِ ایمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر امریکہ میں دینی مدارس کی ابتدائی کلاسوں میں پڑھنے والے لڑکوں کو صغر سنی میں ہی اس قسم کے واقعات پڑھائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں دینی مدارس کی تعداد بیس ہزار سے تجاوز کرتی ہے اور لاکھوں بچے ان میں زیر تعلیم ہیں جو ان واقعات سے اپنی پڑھائی کا آغاز کرتے ہیں۔

کتاب پیدائش کے مختلف ابواب میں کنعانی علاقے بھی بتلائے گئے ہیں۔ خود کنعانیوں کے اوصاف بھی بیان کئے گئے ہیں۔ محرف شدہ تورات کے دسویں باب کی آیات میں انہیں دو چیزوں کا ذکر ہے :

"اور کنعانیوں کی حد یہ ہے' صیدا سے غزہ تک' جو جرار کے راستے پر ہے' پھر

وہاں سے لسع تک جو صدوم اور عمورہ اور ادمہ اور ضبیان کی راہ پر ہے۔"(۲)

انہی آیات کی وجہ سے اسرائیل جولان کی پہاڑیوں سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ بارہویں باب میں آتا ہے :

"اور خداوند نے ابراہیم سے کہا کہ تو اپنے وطن اور اپنے ناتے داروں کے بیچ سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اس ملک میں جا جو میں تجھے دکھاؤں گا۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا' سو تو باعث برکت ہوا۔ جو تجھے مبارک کہیں ان کو مَیں برکت دوں گا اور جو تجھ پر لعنت کرے اس پر میں لعنت کروں گا اور زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔"(۳)

"اور ابراہیم اس ملک میں سے گزرتا ہوا مقامِ سکم میں مورہ کے بلوط تک پہنچا۔ اُس وقت ملک میں کنعانی رہتے تھے۔ تب خداوند نے ابراہیم کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا۔"(۴)

تیرہویں باب میں آتا ہے :

"خداوند نے ابراہیم سے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا اور جس جگہ تو ہے وہاں سے شمال اور جنوب' مشرق اور مغرب کی طرف نظر دوڑا۔ کیونکہ یہ تمام ملک جو تُو دیکھ رہا ہے میں تجھ کو اور تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے دوں گا۔ اور میں تیری نسل کو خاک کے ذروں کی مانند بناؤں گا۔"(۵)

سترھویں باب میں آتا ہے :

"اور مَیں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی سب پشتوں کے لئے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا تاکہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا رہوں۔ اور مَیں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تُو پردیسی ہے ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے۔"(۶)

یہ جان کر آپ حیران ہوں گے کہ اس سارے علاقے کے وارث بننے والوں کی نشانی کتاب پیدائش میں ختنہ بتلائی گئ ہے۔ ختنہ کی علامت ہمیں صحیح بخاری میں مذکور ایک واقعہ تک لے جاتی ہے جو روم کے بادشاہ ہرقل سے متعلق ہے۔ جب ہرقل نے کہا

کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ چھا گیا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ عیسائی تو ختنہ نہیں کراتے۔ اسی لئے درباریوں نے ہرقل سے کہا کہ ختنہ یہودیوں کے علاوہ کوئی نہیں کرتا' ہم آپ کے ایک اشارے پر یہودیوں کو آپ کی سلطنت سے ختم کر دیتے ہیں۔ اسی لئے جب ابو سفیانؓ اور چند عربوں کو ہرقل کے دربار میں لایا گیا تو وہ جان گیا اور کہا : "ہاں' وہ ان کا بادشاہ ہو گا" اور ابو سفیانؓ سے عجیب عجیب سوالات کر چکنے کے بعد ہرقل نے برملا کہا کہ مذکورہ بالا عہد محمد (ﷺ) کے لئے باندھا گیا ہے' لیکن یہودیوں نے ان پیشین گوئیوں میں تحریفات کر ڈالی ہیں اور حق کو چھپا لیا ہے۔ اس کی بابت مزید تفصیل شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تالیف "الجواب الصحیح" میں مل سکتی ہے۔

ارضِ موعود کا حدود اربعہ بھی تورات میں مذکورہ ہے۔ کتاب پیدائش کے پندرھویں باب میں ازلی ملکیت والی اراضی کا حدود اربعہ باقاعدہ متعین کر کے بتلایا گیا ہے۔ تورات میں لکھا ہے :

> "اُسی روز خداوند نے ابراہیم سے عہد کیا اور فرمایا کہ یہ ملک دریائے مصر سے لے کر اس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک . . . . . میں نے تیری اولاد کو دیا ہے۔"(۷)

دوسرے مقام پر لکھا ہے :

> "قومیں تیری خدمت کریں اور قبیلے تیرے سامنے جھکیں! تُو (یعقوب علیہ السلام) اپنے بھائیوں کا سردار ہو اور تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے جھکیں! جو تجھ پر لعنت کرے وہ خود لعنتی ہو اور جو تجھے دعا دے وہ برکت پائے!"(۸)

تورات میں ایک اور جگہ لکھا ہے :

> "اور یعقوب بئرسبع سے نکل کر حاران کی طرف چلا۔ اور ایک جگہ پہنچ کر ساری رات وہیں رہا........ اور اسی جگہ سونے کو لیٹ گیا (اور خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ یعقوب سے مخاطب ہوا اور کہا :) "میں خداوند تیرے باپ ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا ہوں۔ میں یہ زمین جس پر تو لیٹا ہے تجھے اور تیری نسل کو دوں گا۔ اور تیری نسل زمین کے گرد کے ذروں کی مانند ہو گی اور تُو مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیل جائے گا اور زمین کے سب قبیلے تیرے

(باقی صفحہ ۷۰ پر)

جہاد اور مسلمان عورتیں

تحریر : مولوی انیس احمد مرحوم

صاحب مضمون مولوی انیس احمدؒ کا شمار شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندیؒ کے ان نوجوان اور سرگرم ساتھیوں میں ہوتا ہے جو جدید و قدیم کے جامع تھے۔ ۱۹۱۲ء میں ایم اے او کالج علی گڑھ سے بی اے کرنے کے بعد دہلی میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے قائم کردہ ادارے "ادارۂ نظارۃ المعارف" میں داخلہ لیا جو خاص طور پر گریجویٹ طلبہ کو قرآن کی تعلیم دینے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ یہاں سے تعلیم کی تکمیل کے بعد مولانا سندھیؒ نے انہیں اپنی خصوصی سند کے ساتھ حضرت شیخ الہندؒ کے پاس دیو بند بھیج دیا جہاں ایک سال سے بھی کم عرصے میں حضرت شیخ الہندؒ نے انہیں سند تبلیغ قرآن اور علومِ دین عطا فرمائی۔ شیخ الہندؒ کی تحریک جہاد، جسے انگریز ریشمی رومال کی سازش یا بغاوت کہتے ہیں، شروع ہوئی تو مولوی انیس احمد حضرت کے اولین ساتھیوں میں سے تھے۔ اس تحریک کے تحت حیدر آباد دکن کی تنظیم انہی کے سپرد ہوئی۔ اس تحریک میں شرکت کی پاداش میں انگریزی حکومت نے مولوی انیس احمد کو حیدر آباد میں گرفتار کر کے دیگر قیدیوں کے ہمراہ آہنی پنجرے میں رنگون بھیج دیا۔ جنگ عظیم اول کے خاتمہ تک وہ حالت اسارت ہی میں رہے۔ ان کی بعد کی زندگی بھی درویشانہ اور مجاہدانہ شان سے گزری اور ستمبر ۵۴ء میں کراچی میں وفات ہوئی۔

مولوی انیس احمدؒ کے تعارف کی ایک خاص جہت یہ ہے کہ یہ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی والدہ کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے گویا رشتے میں ماموں لگتے تھے۔ موصوف کا قدرے مفصل تعارف قبل ازیں جولائی ۹۶ء کے "میثاق" میں شائع کیا جا چکا ہے۔

جہاد میں مسلمان خواتین کی شرکت کا معاملہ اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ آزادی نسواں کی علمبردار خواتین اس کا خاص طور پر حوالہ دیتی

اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے جواز کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ دوسری جانب ایک انتہاپسندانہ نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ عورتوں کا باہر نکلنا خواہ وہ خدمت دین کی خاطر اور جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ہی کیوں نہ ہو' معیوب اور ناپسندیدہ ہے۔ زیر نظر مضمون میں تاریخی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ قرنِ اول میں عورتوں کی جہاد میں شرکت ایک معمول کی بات تھی۔ ہم یہ مضمون ایک بحث کے آغاز کے طور پر بلا تبصرہ شائع کر رہے ہیں' اس موضوع پر موصول ہونے والی سنجیدہ علمی مقالات کو "میثاق" میں جگہ دینا ہمارے لئے باعث افتخار ہو گا۔ (ادارہ)

قرآن مجید کی دوسری سورۃ (البقرۃ آیت ۲۶) میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ﴾ (تم پر جہاد اور جنگ فرض کیا گیا) اس حکم کے تحت مسلمان عورتیں بھی جنگ میں حصہ لیتی تھیں اور میدانِ جنگ میں مختلف کام کرتی تھیں۔ بخاری کی حدیث شریف ہے :

عن الرُّبیع بنت مُعوّذ رضی اللّٰہ عنہا قالت : لَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لِنَسْقِيَ الْقَوْمَ وَنَخدِمَهُم' وَنَرُدَّ الْقَتلٰى والجَرحٰى الى المدینة [1]

"ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتیں' تاکہ مجاہدین کو پانی پلائیں اور ان کی خدمت کریں' اور ہم زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ واپس لاتی تھیں"۔

بخاری میں ہے کہ غزوۂ احد میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے مشک بھر بھر کر پانی پلاتی تھیں۔ ان کے ساتھ دو اور صحابیہ اُم سُلیم اور اُم سلیط رضی اللہ عنہما بھی اس خدمت میں شریک تھیں۔

مسلم میں حدیث شریف ہے :

عن اُم عطِیّة رضی اللّٰہ عنہا قالت : غَزوتُ مع رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سبعَ غزواتٍ ' اَخْلُفُهُم فِي رحالهم ' فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ ' وَاُدَاوِي الْجَرْحٰى ' وَاَقُوم عَلَى المَرضٰى [2]

"اُم عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات جنگوں میں جہاد کیا۔ میں ان کے پیچھے ڈیرے میں رہتی' ان کے لئے کھانا تیار کرتی' زخمیوں کی دوا اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی"۔

مسلم شریف میں ایک اور حدیث شریف ہے :

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قالَ : کانَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَغْزُو بِاُمِّ سُلَیْم وَنِسوۃٌ مِنَ الْاَنْصَار مَعَہٗ' فَیَسْقِینَ الْمَاءَ' وَیُدَاوِینَ الْجَرْحٰی (۳)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر جہاد کرتے تھے اور انصار کی عورتیں ان کے ساتھ ہوتی تھیں۔ جب رسول کریم ﷺ جنگ کرتے تھے وہ پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی دوا کرتی تھیں۔"

مسلم اور ابو داؤد میں حدیث شریف ہے کہ اُم سُلیم رضی اللہ عنہا کے پاس حنین کی لڑائی کے دن ایک خنجر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا : اے اُم سُلیم! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا مَیں نے یہ خنجر اس واسطے رکھا ہے کہ مشرکین دشمن میں سے کوئی میرے نزدیک آجائے تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ اس حدیث شریف کے الفاظ عربی میں یہ ہیں :

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ اُمَّ سُلَیمٍ اتَّخَذَتْ یَوْمَ حُنَینٍ خِنْجَرًا فکَانَ مَعَھَا . . . فَقَالَ لَھَا رَسُولُ اللّٰہ ﷺ : مَا ھٰذِہِ الخِنجر؟ قَالت : اتَّخَذْتُہٗ اِنْ دَنَا مِنِی اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِکِینَ بَقَرْتُ بِہٖ بَطْنَہٗ ۔ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَضْحَکُ (۴)

سکھوں نے تو حضرت اُم سُلیم رضی اللہ عنہا کی مثال سے یہ انتظام کیا کہ ان کی تمام عورتیں اپنے پاس کرپان یا خنجر رکھتی ہیں' لیکن مسلمانوں نے عمل نہ کیا اور اپنی عورتوں کو اسلحہ سے محروم کر دیا۔ اگر مسلمان عورتوں کو اسلحہ کے استعمال کے طریقے سکھائے جاتے اور ان کے پاس کم از کم خنجر ہی رہتے تو مسلمان عورت کا وہ حشر نہ ہوتا جو بہار' گڑھ مکتیشر' دہلی اور مشرقی پنجاب میں خصوصاً اور دوسرے بہت سے مقامات میں ہوا ہے۔

کہیں کہیں جہاں مسلمان عورتیں تلوار یا خنجر چلانا جانتی تھیں انہوں نے اس زمانہ میں جہاد کیا۔ چنانچہ فساداتِ بہار میں جب ایک مسلمان خاتون کو کافر دشمنوں نے گھیر لیا تو اس بہادر خاتون کے ہاتھ میں تلوار تھی، جس سے اس نے بیس دشمنوں کو قتل کیا اور اس کے بعد وہ شہید ہوئیں۔ تلوار کے قبضہ پر ان کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ شہادت کے بعد جب ان کو دفن کیا جانے لگا تو باوجود سخت کوشش کے تلوار کا قبضہ ان کے ہاتھ سے نہ چھڑایا جاسکا اور وہ مع تلوار کے دفن کی گئیں۔ مسلمان عورتیں شجاعت اور بہادری میں کسی سے کم نہیں ہیں، لیکن ہم نے ان کے قوائے عملی کو بے حس اور مُردہ کر دیا ہے اور اس طرح قوم کی آدھی تعداد کو بیکار کر دیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مندرجہ بالا واقعات سے صاف اور واضح طور پر ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں بھی میدانِ جنگ میں جاتی تھیں اور جہاد کرتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور شہیدوں کو میدانِ جنگ میں سے اٹھا کر دُور مقامات پر لے جاتی تھیں۔ ہم اس قسم کی اور مثالیں بھی دیں گے۔ اور ان کے علاوہ اس زمانہ میں مسلمان عورتیں فوج کے کھانے کا انتظام بھی کرتی تھیں۔ ضرورت کے وقت اسلامی فوج کو ہمت دلاتی تھیں اور ان کی امداد کرتی تھیں۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ کیا انہوں نے اپنی عورتوں کی ایسی حالت بنا رکھی ہے اور ان کو ایسی تربیت دے رکھی ہے کہ وہ مندرجہ بالا کام کر سکیں؟ مسلمانوں کا ملک پاکستان اس وقت اس قسم کے خطرات سے گھرا ہوا ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کی مسلم حکومت کو مشرک دشمنوں سے خطرہ تھا۔ ہندوستان کے مشرک دشمن پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور پاکستان کے ایک جزو کشمیر پر انہوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اُمہات المؤمنین و ازواجِ مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بذاتِ خود جہاد کے لئے جنگوں میں شریک ہوتی تھیں اور ان کے علاوہ بہت سی مسلمان عورتیں جنگ میں شریک رہا کرتی تھیں۔ لیکن کیا عبرت کا مقام ہے کہ لاکھوں مسلمان عورتوں، مَردوں اور بچوں کے قتل عام اور عورتوں کی عصمت دری اور اغوا نے بھی مسلمانوں کی آنکھوں کو اب تک نہیں کھولا اور وہ مسلمان عورتوں کو جنگی

تعلیم اور نرسنگ کے کام اور اسلحہ کے استعمال کے طریقے سکھانے پر ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔ کہیں کہیں اگر چند عورتیں یہ کام سیکھ رہی ہیں تو ان کی تعداد اس قدر کم ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

اگر مسلمان اپنی عورتوں کو ایسی جنگی تعلیم اور نرسنگ کے کام کی تربیت دینے کے لئے کچھ خصوصی انتظامات چاہتے ہیں تو وہ حکومت سے طے کر سکتے ہیں۔ لیکن سو برس کی غلامی نے اور کئی سو برس کی غلط اور مسموم تعلیم نے مُسلمانوں کو ایسا بے حس اور مُردہ کر رکھا ہے کہ قیامت خیز اور حشرانگیز واقعات نے بھی انہیں متحرک نہیں کیا۔ اور ہماری مثال ایسی ہے کہ جیسے جب جنگل میں مویشی چرتے ہیں اور شیر کی گرج سنتے ہیں تو تھوڑی دیر تو منہ اوپر کو اٹھا کر چاروں طرف دیکھتے ہیں اور پھر جب شیر نظر نہیں آتا تو منہ نیچے ڈال کر پھر گھاس چرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور شیر کے قرب کا احساس ان کو اپنی حفاظت کے انتظامات کرنے کے لئے تیار نہیں کرتا۔ پھر جب گرج سنتے ہیں تو اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شیر سامنے آکر حملہ کر دیتا ہے تو اس کا لقمہ بن جاتے ہیں اور ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں کو جہاد کے لئے اس طرح تیار رہنا چاہئے کہ جس وقت دشمن حملہ کرے تو ایک منٹ بھی دیر نہ لگے اور سب مرد' عورتیں اور بچے جہاد کے لئے تیار ہوں اور جنگ کے اور دفاع کے سب سامان تیار رہوں۔

اللہ تعالیٰ پارہ واعلموا (نمبر۱۰) میں سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے :

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالاً وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ ﴾ (التوبة : ٤١)

"نکل کھڑے ہو ہلکے اور بوجھل' اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

قرآن مجید کی اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی ہوں جس وقت جہاد کا اعلان سنیں فوراً میدانِ جنگ میں حاضر

ہونے کے لئے تیار ہو جائیں اور حکم پاتے ہی نکل کھڑے ہوں اور اپنی ہر چیز' جان اور مال' اللہ کی راہ میں جہاد میں قربان کرنے کے لئے تیار رہوں۔

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالاً" میں ثِقَالاً یعنی بوجھل یا بھاری ہونے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ ہتھیار سے بوجھل ہوں۔ اس آیت شریف میں یہ حکم ہے کہ نکل کھڑے ہوں ہلکے اور بوجھل' یعنی خواہ ہتھیار رہوں یا نہ ہوں فوراً جنگ کے لئے تیار ہو کر میدانِ جنگ میں جانے کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ جب پہلے سے ہتھیار نہ ہوں گے اور ان کو فراہم نہ کیا گیا ہو گا اور ان کا استعمال نہ سکھایا گیا ہو گا تو عین وقت پر ہتھیار کہاں سے ملیں گے' جبکہ جہاد کی جنگ کی شرکت ہر حال میں لازمی اور ضروری ہے تو پہلے سے ہر قسم کی تیاری کرنی چاہئے' ورنہ اپنا ہی نقصان ہو گا۔ اگر مسلمان مَرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کے احکامِ قرآنِ مجید کے مطابق ہر طرح کی تیاری کریں اور تیار ہو جائیں تو پھر کسی دشمن کا حوصلہ نہ ہو گا کہ ہمارے ملک پاکستان کی طرف نظربد سے بھی دیکھ سکیں۔ اور جو کوئی دشمن اپنی حماقت سے حملہ بھی کرے گا تو وہ کامل طور پر تباہ و برباد کر دیا جائے گا اور پاکستان اس کے ملک کو فتح کر کے اپنے قبضے میں لے لے گا۔

اب ہم جہاد میں مسلمان عورتوں کی شرکت کے اور حالات بھی بیان کرتے ہیں۔

محدث ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر میں فوج کے ساتھ چھ عورتیں بھی مدینہ منورہ سے روانہ ہوئیں تھیں۔ رسول کریم ﷺ کے دریافت فرمانے پر ان عورتوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے ساتھ دوائیں ہیں' ہم زخمیوں کو مرہم لگائیں گی' ان کے بدن سے تیر نکالیں گی' کھانے کا انتظام کریں گی۔ جب خیبر فتح ہوا تو مجاہدین کے ساتھ ان عورتوں کو بھی رسولِ کریم ﷺ نے مالِ غنیمت سے حصہ دیا۔ (۵)

اُم رقیہ صحابیہ کا ایک خیمہ تھا جس میں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں (ابو داؤد)۔ اُم زیاد اور دوسری پانچ عورتیں میدانِ جنگ سے تیر اٹھا کر لاتی تھیں اور سپاہیوں کو ستو پلاتی تھیں (صحیح مسلم)۔ حضرت اُم عطیہ نے سات غزوات میں مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے کھانا پکایا تھا (طبری)۔ ابنِ جریر طبری ایک موقعہ پر لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کو ایک جگہ جمع کر کے صف سے پیچھے کر دیا اور زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کر کے

شہیدوں کو دفن کر دیا۔ اغواث اور ارماث کی لڑائیوں میں' جو فتح قادسیہ کے سلسلے میں لڑی گئی تھیں' عورتیں اور بچے قبریں کھودتے تھے۔[۶] (طبری)

قادسیہ کی لڑائی کا واقعہ ایک مسلمان عورت' جو موقع جنگ پر موجود تھی' اس طرح بیان کرتی ہے کہ جب لڑائی ختم ہو گئی تو ہم اپنے کپڑے کس کس کر میدانِ جنگ کی طرف چلے' ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور میدانِ جنگ میں جہاں کوئی مسلمان زخمی نظر آتا تھا ہم اس کو اٹھا کر لاتے تھے۔ (طبری)

اسلام کے بہترین زمانے یعنی قرنِ اول میں تمام جنگوں میں عموماً صف جنگ کے پیچھے عورتیں اپنا فرض ادا کرنے میں مشغول رہتی تھیں۔

غزوۂ خندق میں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقابلہ مشرکین عرب کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے ایک قبیلے بنو قریظہ سے بھی تھا۔ دورانِ جنگ ایک یہودی اس مقام کے قریب پہنچ گیا جہاں مسلمان عورتیں اور بچے موجود تھے۔ قریب میں کوئی مسلمان فوج نہیں تھی جو مسلمان عورتوں اور بچوں کی حفاظت کر سکتی۔ خوف یہ تھا کہ اگر یہ یہودی بنو قریظہ کو خبر دے دے کہ اس طرف عورتیں اور بچے ہیں تو میدان خالی پا کر وہ عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دیں گے۔ اس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں' خیمے کے ایک ستون سے اس یہودی کو وہیں مار کر گرا دیا۔ (اسد الغابہ)

جب رسول کریم ﷺ نے بیعت رضوان کے موقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کفارِ قریش سے لڑنے اور مرنے کے لئے بیعت لی تھی تو اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اس بیعت میں بھی شریک تھیں . . . اور تلوار ہاتھ میں لے کر مشرک حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں[۷]۔ اس دن کئی زخم ان کے دست و بازو پر آئے تھے۔ اسی طرح دوسرے جہاد کے موقعوں پر بھی ان سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور میں آئے تھے۔ (اسد الغابہ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ مقامِ یمامہ میں خونریز لڑائی کے بعد وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس جنگ میں اُم عمارۃ رضی اللہ عنہا کو بارہ زخم لگے تھے۔ (فتوحات اسلامیہ بلدان)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جنگ قادسیہ کے موقع پر جس میں کئی ہزار مسلمان زخمی اور شہید ہوئے تھے' عورتوں نے زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھالانے کا کام کیا تھا اور ان کی تیمارداری کی اور عورتوں اور بچوں نے شہیدوں کی قبریں کھودیں۔ اسی جنگ قادسیہ میں جو چودہ ہجری میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان ہوئی تھی' عرب کی مشہور شاعرہ خنساءؓ بھی شریک تھیں' جن کے ساتھ ان کے چاروں بیٹے بھی شریک جنگ تھے۔ رات کو خنساءؓ نے اپنے بیٹوں کو اس طرح جوش جہاد دلایا :

"اے بیٹو! تم جانتے ہو کہ کس قدر ثواب عظیم خدا نے مسلمانوں کے لئے کافروں سے لڑنے میں رکھا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے' اس فانی دنیا سے بہتر ہے۔ کل جب تم صبح کرو تو تجربہ کاری کے ساتھ اور خدا سے فتح کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر جھپٹ پڑنا۔ اور جب دیکھو کہ لڑائی زوروں پر ہے اور ہر طرف اس کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو تم خاص جنگ کے مرکز کی طرف رُخ کرنا اور دشمن کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا"۔ (اسد الغابہ ابنِ اثیر جزری جلد نمبر ۷)

صبح کو جنگ شروع ہوتے ہی خنساءؓ کے چاروں بیٹے یکبارگی دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور آخر کار بڑی بہادری سے جہاد کرتے ہوئے چاروں شہید ہوگئے۔ خنساءؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا : "اس خدا کا شکر ہے جس نے بیٹوں کی شہادت کا شرف بخشا"۔ جنگ قادسیہ سے پہلے جنگ میں مسلمانوں کو ایرانیوں کا بہت سا سامان ہاتھ آگیا تھا۔ مسلمان عورتیں میدانِ جنگ سے کسی قدر فاصلے پر تھیں۔ اور چونکہ مجاہدین کے کھانے کا انتظام عورتوں کے سپرد تھا اسلئے اسلامی فوج کے سپہ سالارؓ نے وہ سارا سامانِ رسد فوج کے ایک رسالے کی حفاظت میں عورتوں کے پاس بھیج دیا۔ جس وقت فوج کا رسالہ مع سامانِ رسد عورتوں کی قیام گاہ کے قریب پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ دشمن حملہ کرنے آئے ہیں۔ عورتوں نے بچوں کو کھڑا کیا اور خود خیموں کی چوبیں اور پتھر لے کر حملے کیلئے تیار ہوگئیں۔ اس رسالے کے افسر نے عورتوں کو اسلامی فوج کی خوشخبری سنائی اور رسد اُن کے سپرد کی۔ (تاریخ طبری)

دریائے دجلہ کے قریب اہل ایران اور مسلمانوں میں جنگ ہوئی۔ اسلامی فوج کے

سپہ سالار مغیرہ عورتوں کو میدانِ جنگ سے فاصلہ پر چھوڑ آئے تھے۔ جب دونوں فوجوں میں سخت جنگ شروع ہو گئی تو اروہ بنت حارث نے عورتوں سے کہا : اگر ہم اس وقت اپنے مجاہدین کی مدد کریں تو بہتر ہو۔ اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنے دوپٹے کا ایک علم بنایا اور دوسری عورتوں نے بھی اپنے اپنے دوپٹوں کی جھنڈیاں بنائیں۔ دونوں طرف کے سپاہی بہت بہادری سے حملے کر رہے تھے کہ اس سامان کے ساتھ عورتیں پرچم اڑاتی ہوئی فوج کے قریب پہنچ گئیں۔ دشمن فوج نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کی مدد کو تازہ دم فوج کی کمک اور پہنچ گئی۔ اس سے ان کی ہمت ٹوٹ گئی اور بازو ست پڑ گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ (تاریخ طبری جلد ۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب مسلمانوں نے دمشق پر لشکر کشی کی تو چند لڑائیوں کے بعد اہل دمشق قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ نوے ہزار رومی بڑے ساز و سامان کے ساتھ اجنادین میں جمع ہو رہے ہیں۔ اس لئے اسلامی فوج کے افسر اپنی فوجیں لے کر اجنادین کی طرف بڑھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوج کے آگے جا رہے تھے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی فوج کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو لئے ہوئے مع خیمے اور سامانِ رسد کے پیچھے چل رہے تھے۔ اہل دمشق نے مناسب موقع سمجھ کر قلعہ کا دروازہ کھول کر پیچھے سے ان پر حملہ کر دیا۔ قیصر روم نے بھی دمشق کی امداد کے لئے کچھ فوجیں بھیجی تھیں، وہ بھی آ پہنچیں اور انہوں نے مسلمانوں کی فوج کا ایک حصہ روک لیا۔ مسلمانوں کی زیادہ توجہ آگے کی فوج کی طرف تھی۔ اہل دمشق نے مسلمان عورتوں کو اپنی حراست میں لے کر قلعہ دمشق کی طرف رُخ کیا۔ مسلمان عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ خولہ بنت ازور نے کہا "بہنو! کیا تم گوارا کر سکتی ہو کہ مشرکین دمشق کے قبضے میں آ جاؤ؟ میرے نزدیک تو مرجانا اس ذلت سے بہتر ہے"۔ ان کے ان فقروں سے عورتوں میں انتہائی جوش و خروش پھیل گیا اور وہ خیموں کی چوبیں لے کر باقاعدہ صفیں باندھ کر آگے بڑھیں۔ سب سے آگے خولہ بنت ازور ضرار کی بہن تھیں۔ ان کے پیچھے عفیرہ عفار، اُم ابان بنت عتبہ، سلمہ بنت نعمان بن مقرن وغیرہ تھیں۔ دمشقیوں نے جب یہ حال دیکھا تو ان کو سخت حیرت ہوئی اور بہت جلد

مسلمان عورتوں نے ان کی تین لاشیں گرادیں۔ دمشقیوں نے بھی حملہ کیا۔ اس عرصہ میں مسلمان فوجیں عورتوں کی مدد کے لئے پہنچ گئیں۔ دمشقی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور پھر دمشق میں قلعہ بند ہو گئی اور اسلامی فوج اجنادین کی طرف روانہ ہو گئی۔

ایڈورڈ گبن نے اپنی تاریخ میں اس واقعے کو نقل کر کے مسلمان عورتوں کی عفت' دلیری اور بہادری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو شمشیرزنی' نیزہ بازی' تیراندازی میں نہایت ماہر تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ خطرے کے نازک ترین موقعوں پر یہ اپنے دامن عفت اور عصمت کے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوتی تھیں۔

جنگ یرموک میں مسلمان چالیس ہزار تھے اور روم کی جمعیت دو لاکھ سے زیادہ تھی۔ رومیوں کے جوش کا یہ حال تھا کہ تیس ہزار رومیوں نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال لی تھیں کہ پیچھے ہٹنا چاہیں بھی تو نہ ہٹ سکیں۔ دو لاکھ رومیوں کا یہ لشکر مسلمانوں پر اس جوش و خروش سے حملہ آور ہوا کہ اسلامی فوج کا داہنا بازو ہٹتے ہٹتے عورتوں کے خیمہ گاہ تک پہنچ گیا۔ اسلامی فوج کے بائیں حصّے کی طرف زیادہ تر ایسے قبیلوں کے لوگ تھے جو مدت تک رومی عیسائیوں کی ماتحتی میں رہے تھے اور اب مسلمان ہو گئے تھے۔ رومیوں نے جب اس طرف حملہ کیا تو یہ مرعوب ہو کر بے ترتیبی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ رومی مسلمان عورتوں کے خیموں تک پہنچ گئے تو عورتوں کے جوشِ جہاد اور غصے کی کوئی حد نہ رہی۔ فوراً خیموں سے نکل کر اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کا سیلاب جو نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا یکایک رُک گیا۔ پھر عورتوں نے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو روکا اور آگے بڑھایا اور فوج کی پشت پر آکر مسلمانوں کو غیرت دلا کر ان میں جوش پیدا کر دیا۔ مسلمان عورتوں کی ان کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے۔ قریش کی عورتیں تلواریں سونت سونت کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں۔ حملہ کرتے ہوئے مَردوں سے آگے نکل گئیں۔ (تاریخ طبری)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا عورتوں کا ایک دستہ لے کر آگے بڑھیں اور نہایت دلیری سے لڑ کر زخمی ہوئیں۔ (تاریخ طبری) مؤرخ طبری نے اس جنگ میں اُم حکیم بنت حارث کا نام خصوصیت سے لیا ہے۔

ابنِ اثیر جزری نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن اسماء نے تنہا نو رومیوں کو مار ڈالا۔ جو عورتیں مردانہ وار جنگ یرموک میں لڑیں ابنِ عمرو اقدی ان میں سے بعض کے یہ نام بتاتے ہیں : اسماء بنت ابو بکر صدیق' عبادہ بن صامت کی بیوی' خولہ بنت ثعلبہ' کعب بنت مالک' سلمیٰ بنت ہاشم' نعم بنت قناس' عفیرہ بنت عفارہ۔ دمشق کے قریب مرج الصفر میں جب رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو اُم حکیم بھی اس جنگ میں رومیوں سے لڑیں اور رومیوں کے سات سپاہی ان کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ (اسد الغابہ)

شام کی فتوحات میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خصوصاً اُم حکیم' اُم کثیر' اسماء' اُم ابان' اُم عمارہ' خولہ' لبنیٰ' عفیرہ۔ ان مسلمان خواتین نے بعض موقعوں پر اس بہادری سے جنگی خدمات انجام دی ہیں کہ مَردوں سے بھی وہ نہ ہو سکتی تھیں۔

دمشق کے حملے میں جب ابان بن سعید شہید ہوئے تو ان کی بیوی اُم ابان بنت عتبہ اپنے شہید شوہر کے سارے جنگی ہتھیار پہن کر قصاص لینے کو نکلیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں۔ ان کو تیر اندازی میں بڑا کمال حاصل تھا۔ جب لڑائی بہت سخت ہوئی تو اُم ابان نے تیروں سے رومیوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ حاکم دمشق جو پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا' اُم ابان نے تاک کر اس کی آنکھ میں ایسا تیر مارا کہ چیختا ہوا بھاگ گیا۔ اور اُم ابان جہاد کے وقت رجز کے یہ شعر پڑھ رہی تھیں :

"اُم ابان! تو انتقام لئے جا اور رومیوں پر حملے کئے جا! رومی تیرے تیروں سے چیخ اُٹھے۔"

یرموک کی سب سے خوفناک لڑائی یوم الغدیر میں مسلمانوں کو شکست ہو چکی تھی اگر مسلمان عورتیں تلوار کھینچ کر رومیوں کے منہ نہ پھیر دیتیں۔ خولہ' اُم حکیم اور بہت سی قریشی عورتوں نے بہادری سے حملے کئے تھے۔ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا گھوڑے پر سوار اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ تھیں اور برابر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ لڑتی تھیں۔ (فتوح الشام از بہادر خواتین اسلام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ اسلام اور مسلمانوں کا بہترین زمانہ ہے۔

اس زمانہ میں مسلمان عورتیں جس طرح جہاد میں شریک ہوتی تھیں اور جنگی خدمات انجام دیتی تھیں وہ مندرجہ بالا واقعات سے ظاہر اور واضح ہے۔ اس زمانہ میں مسلمان عورتیں تمام مروّجہ اسلحہ جاتِ جنگ کے استعمال سے واقف تھیں۔ گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمنوں پر تلوار اور تیروں سے حملہ کرتی تھیں' زخمیوں کا علاج کرتی تھیں' زخمیوں' شہیدوں کو میدانِ جنگ سے اٹھا کر لے جاتی تھیں' فوج کے کھانے پینے کا انتظام کرتی تھیں' اسلامی فوج کے دل بڑھانے کے لئے جوش دلاتی تھیں' جن کے پیر جنگ سے اکھڑ جاتے تھے ان کو غیرت دلا دلا کر میدانِ جنگ میں واپس بھیجتی تھیں اور شہیدوں کو دفن کرنے کا کام کرتی تھیں۔ الغرض موجودہ زمانہ میں جس طرح امریکہ' روس اور انگلستان وغیرہ کی عورتیں جس قدر کام میدانِ جنگ میں کرتی ہیں اور ان خدمات کے لئے مکمل تیار رہتی ہیں اسی طرح جب تک مسلمان اپنی عورتوں کو اور اپنے آپ کو قرنِ اوّل کے مسلمان مَردوں اور عورتوں کی طرح جنگ کے لئے ہر وقت تیار نہ رکھیں گے اس وقت تک ان کی آزادی اور ان کا ملک خطرے میں رہے گا۔ اور جب مسلمانوں کا ملک ہی ان کے قبضہ میں نہ ہو گا تو پھر وہ اسلام کی حفاظت کیسے کر سکتے ہیں؟؟

حواشی

(١) صحیح البخاری ٦/٦٠' کتاب الجهاد' باب مداواة النساء الجرحٰی فی الغزو

(٢) صحیح مسلم (ح ١٨١٢) کتاب الجهاد' باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم...

(٣) صحیح مسلم (ح ١٨١٠) کتاب الجهاد' باب غزوة النساء مع الرجال۔ وسنن الترمذی (ح ١٥٧٥) أبواب السير' باب ما جاء فی خروج النساء فی الحرب' وسنن ابی داؤد (ح ٢٥٣١) کتاب الجهاد' باب فی النساء یغزون۔

(٤) صحیح مسلم (ح ١٥٧٤) کتاب الجهاد' باب غزوة النساء مع الرجال

(٥) غزوۂ خیبر میں چھ عورتوں کی شرکت کا مذکورہ بالا واقعہ مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں تفصیل سے مذکور ہے۔ حشرج بن زیاد اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکلیں۔ پانچ عورتوں کے ساتھ چھٹی وہ تھیں۔ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ہمارے نکلنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ہمیں بلوایا۔ ہم حاضر ہوئیں تو ہم

نے آپؐ کو غضبناک پایا۔ آپؐ نے پوچھا: تم کس کے ساتھ نکلیں اور کس کی اجازت سے نکلیں؟ ہم نے عرض کیا: ہم چلی آئی ہیں' اون کاتتی ہیں' کچھ اللہ کی راہ میں خدمت کریں گی' ہمارے ساتھ کچھ مرہم پٹی کا سامان بھی ہے' ہم تیر پکڑا دیں گی' ستو گھول کر پلا دیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو' واپس جاؤ۔ پھر جب اللہ نے خیبر فتح کرا دیا تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا: دادی جان! کیا چیز ملی تھی؟ انہوں نے کہا کھجوریں!"

(۶) طبری کے مطابق جنگ قادسیہ میں عورتیں اتنی کثیر تعداد میں شریک تھیں کہ صرف ایک قبیلہ نخع کی غیر شادی شدہ عورتوں کی تعداد سات سو تھی' جن کی شادیاں جنگ کے دوران ہوئیں۔ (ادارہ)

(۷) بیعت رضوان کے موقع پر مشرکین سے مسلمانوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی۔ دراصل یہ واقعہ جنگ یمامہ کا ہے کہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا تلوار ہاتھ میں لے کر مشرک حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں۔ غالباً کاتب کی غلطی سے یہاں جنگ یمامہ کا ذکر چھوٹ گیا ہے۔ مزید بر آں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اُم عمارہ رضی اللہ عنہا غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ (ادارہ)

بقیہ: مسلمانوں کا طرزِ حیات

---

(۲۷) اسی طرح جنگ خندق کے موقع پر ایک صاع جَو اور ایک میمنے کے گوشت سے ایک ہزار مجاہد سیر ہو گئے۔ دیکھئے صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ الخندق۔

(۲۸) صحیح البخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ الحدیبیۃ۔

(۲۹) مذکورہ بالا معجزات میں سے اکثر صحیحین میں مذکور ہیں۔ اور جو صحیحین میں نہیں وہ بھی صحیح احادیث پر مشتمل کتب میں موجود ہیں۔ جیسے کہ حوالہ جات کی تفصیل سے واضح ہے۔

(۳۰) صحیح البخاری' کتاب فضائل القرآن' باب کیف نزول الوحی واول ما نزل و کتاب الاعتصام' باب قول النبی ﷺ بعثتُ بجوامع الکلم۔ وصحیح مسلم کتاب الایمان' باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ﷺ

اور تیری نسل کے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔"(۹)

سبحان اللہ! دُنیا میں سب سے کم آبادی والی قوم یہودیوں کی قوم ہے' لیکن تورات میں پے در پے کئی مقامات پر یہودیوں کے دشمنوں پر لعنت کی وعید آئی ہے اور خود ان کی اپنی نسل میں برکت و کثرت کے کئی وعدے ذکر کئے گئے ہیں' مگر اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ سب سے کم آبادی بھی یہودیوں کی ہے اور دُنیا میں پائے جانے والے کل یہودیوں میں یعقوب علیہ السلام کی نسل تو اور بھی کم ہو جاتی ہے' کیونکہ یہودیوں کی ایک نسل خزر سے ہے' ایک نسل عرب سے ہے اور یورپی نسل الگ ہے۔ باقی بچ جانے والے یہودی کتنے رہ جائیں گے جن کا شمار ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں ہوتا ہو۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہودی اپنی ان پیشین گوئیوں میں بھی جھوٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے سے بھی نہیں شرماتے ہیں۔ تورات میں ہی ایک اور مقام پر آتا ہے :

"اور قادر مطلق خدا تجھے برکت بخشے اور تجھے آبرومند کرے اور بڑھائے کہ تجھ سے قوموں کے جتھے پیدا ہوں۔ اور وہ ابراہیم کی برکت تجھے اور تیرے ساتھ تیری نسل کو دے کر تیری مسافرت کی یہ سرزمین جو خدا نے ابراہیم کو دی تیری میراث ہو جائے۔" (۱۰)

تورات میں یہ بات مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سی جگہوں پر آئی ہے' مثلاً اسرائیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا :

"اور یہ ملک جو میں نے ابراہیم اور اسحاق کو دیا ہے سو تجھ کو دوں گا اور تیرے بعد تیری نسل کو بھی یہی ملک دوں گا۔"(۱۱)

توراتِ محرفہ کی مذکورہ بالا آیات ہی اس سارے مسئلے کی بنیاد ہیں۔

(جاری ہے)

حواشی

(۱) کتابِ پیدائش' باب۹' آیت۲۰۔۲۶
(۲) کتابِ پیدائش' باب۱۰' آیت۱۹
(۳) کتابِ پیدائش' باب۱۲' آیت۱۔۳
(۴) کتابِ پیدائش' باب۱۲' آیت۶'۷
(۵) کتابِ پیدائش' باب۱۳' آیت۱۴۔۱۶
(۶) کتابِ پیدائش' باب۱۷' آیت۷'۸
(۷) کتابِ پیدائش' باب۱۵' آیت۱۸۔۲۱
(۸) کتابِ پیدائش' باب۲۷' آیت۲۹
(۹) کتابِ پیدائش' باب۲۸' آیت۱۰۔۱۵
(۱۰) کتابِ پیدائش' باب۲۸' آیت۳'۴
(۱۱) کتابِ پیدائش' باب۳۵' آیت۱۲

ظروف و احوال

ملکی' ملی اور بین الاقوامی حالات پر امیر تنظیم اسلامی کا تبصرہ

خطاباتِ جمعہ (مسجد دارالسلام لاہور) کے پریس ریلیز کے آئینے میں

☆ ☆ ☆

تاجر برادری کو اس طرح چیلنج کرنا انتہائی غیر دانش مندانہ ہے

پرویز مشرف پاکستان کے حال سے مخلص ہیں انہیں ماضی یا مستقبل سے کوئی سروکار نہیں

دینی جماعتوں نے جب بھی خالص دینی ایشو پر تحریک چلائی انہیں ناکامی نہیں ہوئی

۲۶/ مئی کا خطاب جمعہ

چیف ایگزیکٹو کی حالیہ پریس کانفرنس سے واضح ہو گیا ہے کہ وہ ایک صاف گو انسان ہیں اور اتنی بات بھی یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ وہ پاکستان کے "حال" سے بھی مخلص نظر آتے ہیں یعنی دنیا میں جو نظام رائج ہے اس کے ساتھ سٹیٹس کو برقرار رکھتے ہوئے عزت سے جینے کے خواہشمند ہیں۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نہ تو پاکستان کے پس منظر اور ماضی کے ساتھ ان کا کوئی ذہنی و قلبی تعلق ہے نہ مستقبل میں احیائے اسلام کے ضمن میں پاکستان کے کردار کا انہیں کوئی ادراک ہے۔

پاکستان کے ماضی اور مستقبل سے لاتعلقی صرف پرویز مشرف ہی کا معاملہ نہیں' ہمارے جدید تعلیم یافتہ اور سیکولر ذہن رکھنے والے طبقات کے ساتھ ساتھ بہت سے مذہبی مزاج رکھنے والے افراد کا معاملہ بھی کم و بیش یہی ہے۔ بلکہ ہمارے ہاں نوبت تو یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اب پاکستانیوں کی ایک بڑی اکثریت پاکستان کے وجود کو ہی صحیح نہیں سمجھتی جس کا مظہر یہ ہے کہ پاکستان کی ایک بڑی سیاسی جماعت کی رہنما اور دیہی صوبہ سندھ کی نمائندہ بے نظیر بھی وہی کچھ کہہ رہی ہیں جو کبھی جی ایم سید کے خیالات ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح سندھ میں سندھی نیشنلزم کا ہوا پھر کھڑا ہو گیا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ سندھ کے گورنر کو سندھی قومیت کی حمایت پر استعفیٰ دینا پڑا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مہاجر رہنما الطاف حسین نے بھی ایک حالیہ بیان میں صاف لفظوں میں دو قومی نظریئے کی نفی کر دی ہے۔

علاوہ ازیں پرویز مشرف صاحب نے اپنی تقریر میں جس انداز سے تاجر برادری کو چیلنج کیا ہے وہ انتہائی غیر دانشمندانہ و غیر حکیمانہ ہے۔ اگر حکومت نے اپنی روش پر نظر ثانی نہ کی تو اندیشہ ہے کہ ملک سے سرمایہ بڑی تیزی سے باہر منتقل ہو جائے گا اور یہاں کچھ نہیں بچے گا۔ جہاں تک ٹیکس کلچر کی تنفیذ کے حوالے سے معیشت کی بحالی کا معاملہ ہے اگر موجودہ حکومت اپنا سارا زور بھی لگا لے اور عوام کو کولہو

میں پیل کران کا سارا تیل نکال لے تو بھی پاکستان کی معیشت درست نہیں ہوگی۔ اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ حکومت سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اندرون و بیرون ملک ہر قسم کے سود کے خاتمے کا اعلان کر دے۔ اس کے بعد بتدریج ٹیکس کلچر کو رواج دیا جائے۔ پرویز مشرف نے خود اپنی تقریر میں کہا ہے کہ پاکستان کی ترقی کے دوسرے کاموں میں وقت لگے گا تو پھر غور طلب بات ہے کہ ٹیکس کلچر ایک دن میں کیسے نافذ ہو جائے گا۔ ٹیکس کلچر کے تدریجی نفاذ کے ضمن میں سروے کے بجائے انہیں ویلتھ ٹیکس کے گوشواروں سے ابتداء کرنی چاہئے اور املاک اور جو اشیاء ویلتھ ٹیکس دہندگان نے اپنے گوشواروں میں ظاہر نہیں کیں، انہیں ضبط کر کے ملکی معیشت کی اصلاح اور بحالی کے عمل کا آغاز کرنا چاہئے۔ اگر حکومت کی تاجروں کے ساتھ کشمکش شروع ہو گئی تو اس کے بہت خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے لئے مذہبی و سیاسی جماعتیں بھی شامل ہو جائیں گی اور وہی حالات پیدا ہو سکتے ہیں جو ایوب اور بھٹو مخالف تحریکوں میں نظر آئے تھے۔ لیکن اس وقت حالات مختلف تھے۔ اب پاکستان اس قسم کی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر اس محاذ آرائی میں سندھی قوم پرست عنصر بھی شامل ہو گیا تو امریکہ جو پہلے ہی موقع کی تاک میں ہے' بھارت یا یو این او کے ذریعے پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کی سازش کر سکتا ہے کیونکہ امریکہ میں بہت سی شخصیات اور ادارے بھارت کو پہلے ہی پاکستان پر حملے کی شہ دے رہے ہیں۔

دینی جماعتوں کے سربراہان کا اجلاس

پشاور میں دینی جماعتوں کے سربراہان کا اجلاس بہت سے اعتبارات سے خوش آئند ہے۔ اس اجلاس میں نفاذ شریعت سمیت دیگر دینی امور کے ضمن میں حکومت سے جو مطالبات کئے گئے ہیں وہ بلاشبہ نہایت اہم اور نہایت معقول ہیں۔ ہم ان کی پورے طور پر تائید کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان مطالبات پر بلاچون وچرا عمل پیرا ہو۔ میں دینی جماعتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ان مطالبات کو مؤثر بنانے کے لئے ایک منظم متحدہ محاذ بنائیں جس کا ایک باقاعدہ دستور العمل ہو اور تمام ضروری قواعد و ضوابط پہلے سے طے شدہ اور معین ہوں۔ یہ اتحاد صرف دینی ایشوز پر تحریک چلائے اور سیاسی مقاصد سے خود کو الگ رکھتے ہوئے سیاسی جماعتوں یا کسی اور گروہ کا آلہ کار بننے سے پرہیز کرے' کیونکہ ماضی میں جب بھی دینی جماعتوں نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر کوئی تحریک شروع کی اس کا فائدہ صرف سیاسی طالع آزماؤں کو پہنچا ہے' دینی جماعتوں یا دین کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ویسے بھی پاکستان کی باون سالہ تاریخ گواہ ہے کہ دینی جماعتوں نے جب بھی خالص دینی تحریک چلائی انہیں ناکامی نہیں ہوئی۔ قرارداد مقاصد کی منظوری' قانون ختم نبوت اور قانون توہین رسالتؐ اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ ہمارے نزدیک دینی جماعتوں کو اپنے ان مطالبات میں ارتداد کی شرعی سزا کا نفاذ اور غیر مسلموں کو پاکستان کے عوام میں تبلیغ پر پابندی کے مطالبے کو بھی ضرور شامل کر لینا چاہئے تاکہ فتنہ

انگیزی کی جڑوں پر تیشہ چلایا جاسکے۔

اس وقت پاکستان میں ایک چومکھی جنگ یا دوسرے لفظوں میں خانہ جنگی کی راہ ہموار ہو چکی ہے۔ اس صورتحال سے بچاؤ اور ہمارے موجودہ مسائل اور تمام بحرانوں کا حل یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے دین کے وفادار بن جائیں اور قرآن کی طرف رجوع کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہم اپنی ذات اور اپنے گھر پر دین نافذ کریں۔ اس کے بعد متحد ہو کر ملک میں دین کے نفاذ کے لئے کوشش کریں۔ اگر ہم اب بھی نہ سنبھلے تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اللہ کی سنت کے مطابق ہمیں متنبہ کرنے کے لئے ۱۹۷۱ء میں سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں چھوٹا عذاب آچکا ہے اور اگر ہم نے اب بھی اسلام کی طرف رُخ نہ کیا تو شاید وہ بڑا عذاب ہمارا مقدر بن جائے جس کے بعد مہلت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆

قانون توہین رسالت : اصل کریڈٹ جماعت اہل سنت کو جاتا ہے

دینی مطالبات کیلئے خالص دینی پلیٹ فارم سے تحریک چلانی چاہئے!

۱۹/ مئی کا خطاب جمعہ

قانون توہین رسالت کے طریق کار میں تبدیلی کا فیصلہ واپس لینے پر چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف خراج تحسین کے حقدار ہیں، کیونکہ کسی بالغ نظر سیاستدان کی طرح انہوں نے دینی جماعتوں اور عوام کے مذہبی جذبات کا درست اندازہ لگایا اور فیصلہ واپس لیتے وقت اپنی انا یا ہٹ دھرمی کو راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ پاکستان کی تاریخ میں کسی فوجی جرنیل کے ہاں ایسی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اگرچہ قانون توہین رسالت کے طریق کار میں تبدیلی کے حکومتی فیصلے کے خلاف ملک کی قریباً تمام دینی و مذہبی جماعتوں نے صدائے احتجاج بلند کی تھی لیکن اس ضمن میں اصل کریڈٹ جماعت اہلسنّت کو جاتا ہے کہ جنہوں نے مضبوط موقف اختیار کر کے حکومت کو مجبور کر دیا۔ ملی یکجہتی کونسل کا بعض دوسرے مطالبات کی منظوری کے لئے تاجروں کے ساتھ ہڑتال میں شمولیت کرنا بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ کیونکہ دینی جماعتوں کی کسی ایسے اتحاد میں شرکت کہ جس میں مختلف اور متضاد عناصر محض کسی حکومت کو گرانے یا غیر مستحکم کرنے کی خاطر جمع ہوں ہمیشہ منفی نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ دینی جماعتوں کو نفاذ شریعت اور دیگر دینی مطالبات کے لئے خالص دینی پلیٹ فارم سے تحریک چلانی چاہئے اور کسی سیاسی ایشو کو دینی مطالبہ کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہئے۔ دینی معاملات کو سیاست سے الگ تھلگ رکھتے ہوئے تمام دینی و مذہبی جماعتوں کا ایک خالص دینی اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ماضی میں کئی بار دینی جماعتوں نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر تحریک چلائی جس سے سیاسی طالع آزماؤں نے تو سیاسی فائدے حاصل کئے لیکن دین اور دینی جماعتوں کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ لہٰذا ہمیں

دوبارہ اس تجربے کو دہرانے کی بجائے دینی معاملات کے لئے ایک الگ خالص دینی محاذ بنانا چاہئے۔ جس کا پی این اے کی طرح الگ دستورالعمل وضع کیا جائے اور اسے سیاستدانوں اور جاگیرداروں کے مفادات کا آلہ کار بنانے کے بجائے خالص دینی ایشوز تک محدود رکھا جائے۔ اس سے نہ صرف دینی جماعتوں کی ساکھ بحال ہوگی بلکہ ملک میں نفاذ شریعت کی منزل بھی جلد حاصل ہو جائے گی۔

☆ ☆ ☆

قانون توہین رسالت کے ضمن میں علماء کا اتحاد خوش آئند ہے

علماء دیگر دینی مطالبات کو بھی تحریک کے مقاصد میں شامل کریں!

۱۲/ مئی کا خطاب جمعہ

موجودہ فوجی حکومت اور مذہبی عناصر کے درمیان محاذ آرائی کا آغاز اسی نہج پر ہوا ہے جیسا کہ صدر ایوب خان کے خلاف عید کے چاند پر اختلاف کے باعث ایجی ٹیشن کا آغاز ہوا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایوب خان کے دس سالہ دور حکومت کے بعد یہ تحریک چلی تھی جبکہ موجودہ حکومت کو بر سر اقتدار آئے ابھی دس ماہ بھی نہیں ہوئے۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ تمام علماء نے توہین رسالتؐ کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی قبول نہ کرنے پر اتفاق ظاہر کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ جب تک پرویز مشرف خود ٹی وی پر قوم کے سامنے یہ اعلان نہیں کریں گے کہ حکومت مذکورہ قانون میں کسی قسم کی تبدیلی کا ارادہ نہیں رکھتی ہم اس وقت تک کسی حکومتی یقین دہانی کا اعتبار نہیں کریں گے۔ میں تمام دینی جماعتوں کے سربراہان اور کارکنوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک کو صرف قانون توہین رسالتؐ کے تحفظ تک محدود نہ رکھیں بلکہ عائلی قوانین کو غیر اسلامی شقوں سے پاک کرنے، شریعت اسلامی کے مطابق مرتد کی سزا کے نفاذ اور آئین میں موجود اسلامی قوانین کو ان کی صحیح روح کے ساتھ نافذ کرنے کو بھی اپنی تحریک کے مقاصد میں شامل کیا جائے۔ اگر ہم نے مرتد کی شرعی سزا کا نفاذ نہ کیا تو ملک میں عیسائیت اور قادیانیت فروغ کے باعث ہمارا حال بھی انڈونیشیا جیسا ہوگا۔ جہاں عیسائیت بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے اور وہاں ہزاروں مسلمانوں کو عیسائیوں نے محض اس جرم کی سزا میں قتل کر دیا کہ وہ اسلامی قوانین کا نفاذ چاہتے ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے لہٰذا یہاں دیگر مذاہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

میں حکومت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مغربی ممالک کی ڈکٹیشن کا راستہ اختیار نہ کرے ورنہ اسے زبردست عوامی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ پاکستانی عوام میں مذہب کی جڑیں بہت مضبوط ہیں اور وہ مذہب کے خلاف کسی سازش کو برداشت نہیں کریں گے۔ موجودہ حالات میں ہماری معیشت کی بحالی کے لئے واحد قابل عمل راستہ یہی ہے کہ ہم عالمی مالیاتی استعمار کے خلاف علم بغاوت بلند کریں اور

ان مالیاتی اداروں سے صاف کہہ دیں کہ ہمارا دین ہمیں سودی لین دین کی اجازت نہیں دیتا اس لئے ہم تمہارے قرضوں پر سود ادا نہیں کر سکتے۔ اور جس طرح امریکہ نے پاکستان کے ساتھ ایف ۱۶ کی فروخت کا معاہدہ کرنے کے بعد اور سودے کی رقم وصول کرنے کے بعد محض اس بنیاد پر اس معاہدے کو منسوخ کر دیا کہ سینٹ میں منظور ہونے والی پریسلر ترمیم اس راہ میں مزاحم ہو گئی تھی تو ہم بھی غیر ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی سے اس بنیاد پر انکار کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارے دین میں سود حرام ہے اور ہماری اعلیٰ ترین عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ بنک انٹریسٹ بھی سود ہی کی ایک صورت ہے جو قطعی طور پر حرام ہے۔ یہ فیصلہ حکومت کو آج نہیں تو کل کرنا ہی ہو گا للہذا اس میں تاخیر نہ کی جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت کے اسلام کی طرف اٹھنے والے اس قدم کی برکت سے پاکستان کے مسلمان اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لئے ہر نوع کی قربانی دینے اور ہر تکلیف خندہ پیشانی سے جھیلنے کو تیار ہو جائیں گے۔

☆ ☆ ☆

"بیجنگ پلس کانفرنس" بے حیائی کے فروغ کا عالمی ایجنڈا ہے

دجالی تہذیب انسانیت اور عالم اسلام کے خلاف آخری وار کے لئے پر تول رہی ہے

۵/ مئی کا خطاب جمعہ

سابقہ حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کی مساعی کا حاصل بھی یہ ہے کہ عوام کا خون نچوڑ کر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی قسط ادا کر دی جائے تا کہ ہم کہیں ڈیفالٹر نہ ہو جائیں حالانکہ ملک میں قادیانیت اور عیسائیت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ لیکن کسی کو اس کے سدباب کی فکر نہیں۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اگر ہم نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے ساتھ ساتھ مرتد کی سزا کا بھی قانون بنا دیا ہوتا تو آج عیسائی مشنری اور قادیانی مبلغ اس دیدہ دلیری سے اپنے مذاہب کی تبلیغ نہ کر رہے ہوتے۔

آج جب کہ دینی و مذہبی جماعتیں سیاست اور فرقہ واریت کے گرداب سے نکلنے کو تیار نہیں اور ملک کے ایلیٹ طبقات بھی مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں اور انہیں دین اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں تو ایسے میں اب یہ عوام کا فرض بنتا ہے کہ وہ سلطنت خداداد پاکستان کے بقا و استحکام کی خاطر یہاں نفاذ اسلام کے لئے میدان میں اتر کر جہاد کریں۔ مغرب کی دجالی تہذیب پوری انسانیت بالخصوص عالم اسلام کے خلاف آخری حملے کی تیاری کر رہی ہے۔ چنانچہ قاہرہ اور بیجنگ کانفرنسوں کے بعد اب آنے والے جون میں اقوام متحدہ کے ذریعے ان معاشرتی اقدار اور شرم و حیاء کی روایات کی بیخ کنی کے لئے سازش تیار کی جا رہی ہے جن کی جڑیں بعض مشرقی ممالک اور بالخصوص عالم اسلام میں ابھی تک گہری ہیں۔ یہود اس سازش کے ذریعے نوع انسانی کو حیوان بنانے پر تلے ہوئے ہیں تا کہ ان کے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کی راہ ہموار ہو سکے۔ ۵ تا ۹ جون نیویارک میں بیجنگ پلس فائیو کے نام سے منعقد ہونے والے اقوام متحدہ کے

خصوصی اجلاس میں کامل مساواتِ مرد و زن' آزادانہ شہوت رانی اور بے حیائی کے فروغ کا ایجنڈا اگر عالمی سطح پر نافذ ہو گیا تو یہ ایک ایسا آئس برگ ثابت ہو گا جس سے ملت اسلامیہ کا جہاز ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔

ہم اپنے ملک میں پہلے ہی اللہ سے کئے ہوئے وعدے میں خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں کیونکہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا لیکن ابھی تک یہاں اسلام نافذ نہیں کیا۔ اسی طرح ہمارے آئین میں اگرچہ اللہ کی حاکمیت کا اقرار موجود ہے مگر ہمارا عمل اس کے برعکس ہے۔ عدالتی سطح پر سود کے خلاف فیصلہ دیا جا چکا ہے لیکن معیشت بدستور سود پر چل رہی ہے' اس اعتبار سے ہم ایک منافق قوم ہیں کہ ہم دین کے احکامات کا سیاسی' معاشی و معاشرتی سطح پر زبان سے تو اقرار کرتے ہیں مگر انہیں نافذ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اگر ہم اس نفاق سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی دو رنگی کو ختم کرنا ہو گا یعنی سب سے پہلے ہمیں خود اپنے وجود اور اپنے گھر پر دین نافذ کرنا ہو گا۔ اس کے بعد ملک میں نفاذ اسلام کے لئے سر بکف ہو کر میدان میں نکلنا ہو گا۔ کیونکہ قرآن و سنت کے مطابق صرف اسی صورت میں وہ منظم جمعیت وجود میں آ سکتی ہے جو منکرات کو چیلنج کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ کسی وقتی تحریک سے متاثر ہو کر جذباتی انداز میں سینے پر گولی کھا لینا آسان ہے لیکن جب تک ہم خود جہد مسلسل کے ذریعے تقویٰ کی روش اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے کوئی تحریک چلانا بے سود ہو گا۔

بقیہ : توحید عملی

تعالیٰ سے ہو۔ دوسروں سے محبت اس سے نیچی نیچی اور ورے ورے اور اس کی محبت کے تابع ہو۔ گویا سب سے اونچی محبت اللہ ہی کی ہو۔ انفرادی توحید کی یہ شرط لازم ہے کہ عبادت' اطاعت اور محبت اسی کے لئے خالص کر لی جائے ـــــ اگر اس میں کہیں ملاوٹ آ گئی تو وہ توحید نہیں ہے۔ یہ ملاوٹ اور یہ کھوٹ شرک کے درجے میں آئے گی اور اگلے پچھلے تمام اعمال کے حبط اور اکارت بننے کا ذریعہ بن جائے گی۔ (جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

اِسلامی روایات سے روگردانی کے اثرات

تحریر : فرخ رشید☆

برّ ِعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں نے علیحدہ وطن کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ وہ اپنی زندگیوں کو اِسلامی شعائر کے مطابق بسر کر سکیں۔ اِسلام نہ صرف ایک دین ہے بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ ٔ حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو اور گوشے کی رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ سیاست و حکومت جیسے اہم امور سے لے کر گھریلو زندگی تک کے بارے میں معلومات و رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسی بات کے پیش نظر مسلمانانِ برعظیم نے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا تاکہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اِسلامی تعلیمات کے تحت زندگی بسر کر سکیں' اِسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنے روز و شب بسر کریں' خود اِسلام کے سچے پیرو کار بن سکیں اور پوری دُنیا میں اِسلام کو متعارف کروائیں۔ گویا اِسلام کا تحفظ اور اس کا بول بالا علیحدہ وطن کے قیام کا سبب تھا۔

آج ہمارے وطن کو قائم ہوئے تقریباً باون برس ہو چکے ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ ہم نے جس مقصد کے لئے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا تھا کیا وہ مقصد پورا ہو رہا ہے؟ کیا ہم اپنی زندگیوں کو اِسلام کے سنہری ضابطہ ٔ حیات کے مطابق بسر کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے اِسلام کو پوری دُنیا میں بطورِ دین متعارف کروانے کی سعی کی ہے؟ کیا ہم نے اپنے ملک میں اِسلامی قوانین کے نفاذ کی کوشش کی ہے؟ ان تمام سوالات کا جواب ہمیں یہی ملتا ہے کہ اپنے تمام تر دعووں کے باوجود ہم نے اِسلام کے لے کچھ نہیں کیا۔ قیامِ پاکستان کے وقت جو مقاصد ہمارے سامنے تھے انہیں ہم نے یکسر فراموش کر دیا ہے۔

اس بات کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ معاشرے میں فحاشی کس قدر تیزی سے پھیل رہی ہے! یہ بات ہم سب کے لئے انتہائی قابلِ افسوس اور قابلِ مذمّت

☆ گورنمنٹ نواز شریف کالج' چونیاں منڈی' لاہور

ہے۔ سینما گھروں کے باہر' ویڈیو شاپس کے باہر' چوراہوں پر' ریلوے اسٹیشن' ایئرپورٹ' ہسپتال' یہاں تک کہ مساجد کی دیواروں پر بھی خواتین کے نیم عریاں اور فحش قسم کے پوسٹرز دکھائی دیتے ہیں' جن کو دیکھ کر آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا ہم سب مسلمان ہیں؟ ہمارا دین تو ہمیں شرم و حیا کے دائرے میں رہ کر زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے' مگر ہم نے رحمٰن کی بجائے شیطان کی پیروی شروع کر دی ہے۔ کیا ہم آج یہ کہنے کے قابل ہیں کہ ہم اِسلامی جمہوریہ پاکستان کے باشندے ہیں جہاں کا سرکاری مذہب اِسلام ہے؟ ہم خدا' اس کے رسول ﷺ' فرشتوں اور الہامی کتابوں پر ایمان کا دعویٰ کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اِسلام کی کوئی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمارے تمام دعوے زبانی کلامی ہیں' جبکہ عملی طور پر ہم نے دین کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ہم نے اِسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جبھی تو آج ہمارے معاشرے کی یہ تصویر نظر آ رہی ہے۔

ہماری نوجوان نسل جو دین کے بقاء اور فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتی تھی وہ بھی گمراہی کا شکار ہے۔ ہماری نوجوان نسل نے ناچ گانے کو اپنی زندگیوں کا مقصد بنالیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل ان بے ہودہ اور فحش پروگراموں کی اس قدر عادی ہو چکی ہے کہ ہفتہ بھر ان کا بے تابی سے انتظار کیا جاتا ہے۔ ایسے فضول اور لغو پروگراموں کے لئے ایسی ہر مصروفیت یہاں تک کہ تعلیم کو بھی پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ والدین بھی اولاد کی ان سرگرمیوں پر ان کی سرزنش نہیں کرتے' انہیں اچھے برے میں تمیز کرنا نہیں سکھاتے اور نہ ہی اولاد کی روحانی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک بچوں کا انگریزی تعلیم سیکھنا دینی تعلیم سیکھنے سے زیادہ ضروری ہے۔ ہمارا نصابِ تعلیم جو قرآن کی تعلیمات سے مزین ہونا چاہئے تھا' آج اس میں یہ چیزیں برائے نام شامل کی جا رہی ہیں۔ آج ہم اپنے نصابِ تعلیم میں خاندانی منصوبہ بندی اور جنسی تعلیم کو شامل کرنے کی باتیں کر رہے ہیں' حالانکہ یہ باتیں ہماری اخلاقی اقدار کے منافی ہیں۔ مغربیت سیکھنے کی ان ناکام کوششوں میں ہم اپنا وجود اور شناخت کھو بیٹھے ہیں اور اب ہم دین کے رہے ہیں نہ دُنیا کے۔

آج کے والدین کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ وہ بیٹیوں کی بے پردگی اور بے باکی کو

خوداعتمادی کا نام دے کر اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اس طرح ان کی بچیاں جدید معاشرتی طور طریقے سیکھ رہی ہیں۔

آج کے دور میں اگر کوئی صاحبِ ایمان اس بے دینی' بے حیائی اور فحاشی کے خلاف آواز اٹھائے تو ہم اس کو دقیانوسی اور فرسودہ خیالات کا مالک کہہ کر اس کے تصورات کو موجودہ دور کے ماڈرن تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل نہیں سمجھتے۔

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ جس قوم نے بھی خدا کی حدود و قیود کی خلاف ورزی کی قہرِ خداوندی اس قوم کا مقدر بنا۔ آج ہم مسلمان جس ذلّت اور پستی کا شکار ہیں اس کا بڑا سبب بے حیائی اور دین کے اصولوں سے انحراف ہے۔ ہر سیاسی جماعت عوام کو اِسلامی نظام کے نفاذ کی نوید تو سناتی ہے مگر یہاں کسی دور میں بھی اِسلامی اصولوں کا اطلاق نہیں کیا گیا' بلکہ اِسلامی نظام کے نفاذ کے علمبردار حکومت میں آتے ہی اپنے تمام وعدوں کو بھول کر دُنیا کی رنگینیوں میں کھو جاتے ہیں۔

آج پوری دُنیا میں مسلم قوم جس ذِلت اور پستی کا شکار ہے اس کا بڑا سبب بے دِینی کے سوا کچھ نہیں۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستانی قوم کو چاہئے کہ اپنے طرزِ زندگی پر نظر ثانی کرے' اپنی غیرت و حمیّت کو بیدار کرے' بے حیائی کے اس عِفریت سے معاشرے کو پاک کرے' ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اور آنے والی نسلوں کی زندگیوں کو اِسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق ڈھالیں۔ بصورتِ دیگر قہرِ خداوندی ہمارا مقدر ہوگا۔ ترکی میں آنے والا زلزلہ اور اس کے نتیجے میں جو زبردست تباہی ہوئی ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ خداوند کریم اِسلامی تعلیمات سے انحراف پر مسلم اُمّہ سے ناراض ہے۔ پاکستان کی ڈگمگاتی ہوئی اقتصادی و معاشرتی صورت حال بھی اس چیز کی بخوبی عکاسی کر رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ قہرِ خداوندی ہم پر نازل ہو' ہمیں اپنی اصلاح کر لینی چاہئے اور اپنی زندگیوں کو اِسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق بسر کرنا چاہئے۔ بصورت دیگر مسلمان صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جائیں گے۔

کل پاکستان حفاظ قرآن نونہالان اسلام کا

مقابلہ حفظ قرآن

برنامج تحفیظ قرآن کریم انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن (رابطہ عالم اسلامی) سعودی عرب

کل پاکستان نونہالان اسلام مقابلہ حفظ قرآن کا اہتمام کر رہا ہے جس میں درج ذیل شرائط کے حامل حفاظ کرام شرکت کر سکتے ہیں۔

شرائط شرکت

۱۔ بچہ / بچی حافظ قرآن ہو۔ ۲۔ عمر دس سال تک ہو۔

۳۔ مہتمم مدرسہ / اپنے استاد / سکول پرنسپل سے حفظ و عمر کی تصدیق اور تین عدد فوٹوز کے ساتھ درخواست دیں۔

۴۔ مدارس اپنے کم عمر حفاظ کے لیے مدرسہ کی طرف سے درخواست دے سکتے ہیں۔

انعامات

۱۔ کامیاب طلبہ کے لیے عمرے کے ٹکٹ اور سعودی عرب میں مقدس مقامات کی زیارت کا انتظام' نیز نقد انعامات۔

۲۔ کامیاب طلبہ کے مدرسین کے لئے بھی نقد انعامات ۳۔ قرآن پاک کے کیسٹ ۴۔ دیگر قیمتی انعامات

نوٹ: درخواستیں بھیجنے کی آخری تاریخ 20 جون 2000ء

پہلے مرحلہ میں مختلف مقامات پر ذیلی مقابلے ہوں گے۔ **آخری مقابلہ اسلام آباد میں 8 اگست کو ہوگا۔**

مقابلہ میں شرکاء کے لئے آمد و رفت' قیام و طعام بذمہ ادارہ ہوگا۔

رابطہ و معلومات

مطیع الرحمن (نگران) برنامج تحفیظ قرآن کریم۔ پاکستان

پوسٹ بکس 1850 اسلام آباد پاکستان Tel 435113-4 Fax 2449247

بحمد اللہ' امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس و تقاریر پر مشتمل

تیسری CD بعنوان **اسلام اور خواتین** تیار کر لی گئی ہے

جس میں اہم معاشرتی موضوعات کے بارے میں قرآن و سنت کی راہنمائی پر مشتمل 15 تقاریر شامل ہیں

تیار کردہ: شعبہ سمع و بصر' مرکزی انجمن خدام القرآن' 36۔کے 'ماڈل ٹاؤن لاہور

ضرورت رشتہ

باپردہ صوم و صلوٰۃ کی پابند دوشیزہ' عمر ۳۰ سال' تعلیم ایم اے انگلش' بی ایڈ کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ بلا تفریق ذات صرف والدین رجوع فرمائیں۔

رابطہ: پی او بکس نمبر 8016 ڈاک خانہ باغبان پورہ لاہور

NATIONAL DISTRIBUTORS **NTN** BEARINGS

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

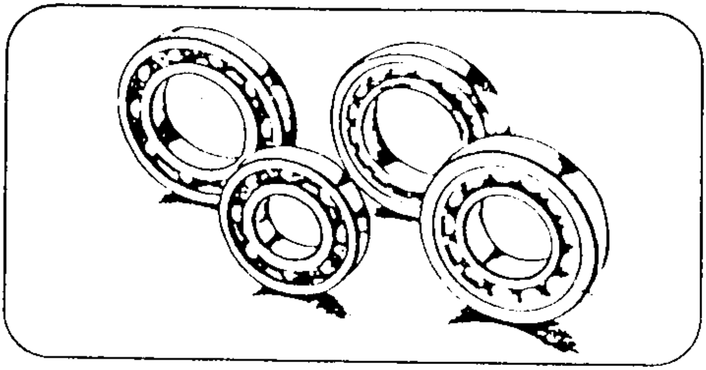

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan
G.P.O. Box # 1178 ***Phones*** : 7732952 - 7730595 ***Fax*** : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS ***SIND BEARING AGENCY***, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan) Tel. 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan Phones 7639618,7639718,7639818, Fax (42) 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

KHALID TRADERS

NATIONAL DISTRIBUTORS

NTN

BEARINGS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS &
SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS,
FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

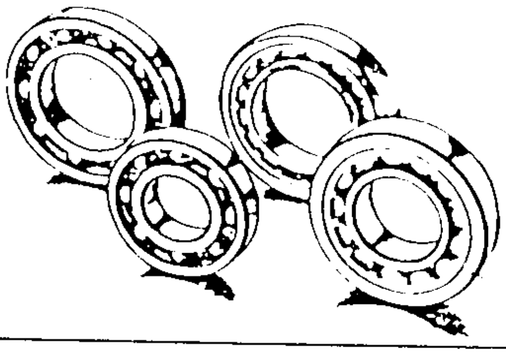

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan
G.P.O. Box # 1178 ***Phones*** : 7732952 - 7730595 ***Fax*** : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS ***SIND BEARING AGENCY,*** 64 A-65
Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan Phones 7639618,7639718,7639818, Fax (42) 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING